उर्दु भाषा

कक्षा ६

नेपाल सरकार

शिक्षा, विज्ञान तथा प्रविधि मन्त्रालय

पाठ्यक्रम विकास केन्द्र

सानोठिमी, भक्तपुर

प्रकाशक : नेपाल सरकार

शिक्षा, विज्ञान तथा प्रविधि मन्त्रालय

पाठ्यक्रम विकास केन्द्र

सानोठिमी, भक्तपुर

© सर्वाधिकार पाठ्यक्रम विकास केन्द्र

यस पाठ्यपुस्तकसम्बन्धी सम्पूर्ण अधिकार पाठ्यक्रम विकास केन्द्र सानोठिमी, भक्तपुरमा निहित रहेको छ । पाठ्यक्रम विकास केन्द्रको लिखित स्वीकृतिबिना व्यापारिक प्रयोजनका लागि यसको पूरै वा आंशिक भाग हुबहु प्रकाशन गर्न, परिवर्तन गरेर प्रकाशन गर्न, कुनै विद्युतीय साधन वा अन्य प्रविधिबाट रेकर्ड गर्न र प्रतिलिपि निकाल्न पाइने छैन ।

प्रथम संस्करण : वि.सं. २०७९

मुद्रण :

मूल्य :

पाठ्यपुस्तकसम्बन्धी पाठकहरूका कुनै पनि प्रकारका सुझावहरू भएमा पाठ्यक्रम विकास केन्द्र, समन्वय तथा तथा प्रकाशन शाखामा पठाइदिनुहुन अनुरोध छ । पाठकबाट आउने सुझावहरूलाई केन्द्र हार्दिक स्वागत गर्दछ ।

प्राक्कथन

विद्यालय तहको शिक्षालाई उद्देश्यमूलक, व्यावहारिक, समसामयिक र रोजगारमूलक बनाउन विभिन्न समयमा पाठ्यक्रम, पाठ्यपुस्तक विकास, परिमार्जन तथा अनुकूलन गर्ने कार्यलाई निरन्तरता दिइँदै आइएको छ । विद्यार्थीमा राष्ट्र तथा राष्ट्रियताप्रति एकताको भावना उत्पन्न गराई नैतिकता, अनुशासन र स्वावलम्बन जस्ता सामाजिक एवम् चारित्रिक गुणको विकास गर्न अधारभूत भाषिक सिपको आवश्यकता पर्छ । साथै विज्ञान, सूचना प्रविधि, वातावरण र स्वास्थ्यसम्बन्धी आधारभूत ज्ञान र जीवनोपयोगी सिपका माध्यमले भाषा तथा कला सौन्दर्यप्रति अभिरुचि जगाउन सान्दर्भिक हुने देखिन्छ । यसले सिर्जनशील सिपको विकास गराउनका साथै विभिन्न जातजाति, लिङ्ग, धर्म, भाषा, संस्कृतिप्रति समभाव जगाउन मदत गर्छ । यस सन्दर्भमा सामाजिक मूल्य मान्यताप्रतिको सहयोगात्मक र जिम्मेवारीपूर्ण आचरण विकास गर्नु आजको आवश्यकता बनेको छ । यही आवश्यकता पूर्तिका लागि शिक्षासम्बन्धी विभिन्न आयोगका सुझाव , शिक्षक तथा अभिभावकलगायत शिक्षासँग सम्बद्ध विभिन्न व्यक्ति सम्मिलित गोष्ठी र अन्तर्क्रियाका निष्कर्षबाट विकास गरिएको मदर्सा शिक्षा पाठ्यक्रमको स्वीकृत संरचनाअनुसार यो पाठ्यपुस्तक **मदर्सा शिक्षातर्फको कक्षा ६ को उर्दु भाषा** विकास गरिएको छ ।

आधारभूत तहअन्तर्गतका बालबालिका सीमित शब्द र छोटो वाक्य बुझ्न र प्रयोग गर्न सक्छन् । उनीहरूका लागि स्थानीय परिवेशका प्रसङ्ग, चित्र, शब्द तथा वाक्यहरूले मनोरञ्जनात्मक सिकाइमा सहयोग गर्छन् । सिकाइमा अभ्यासको अत्यन्त ठुलो महत्त्व हुन्छ । मदर्सा शिक्षातर्फको कक्षा ६ को उर्दु भाषा विषयको पाठ्यपुस्तकको लेखन तथा परिमार्जन कार्यमा यिनै कुरालाई दृष्टिगत गरी पाठ्यवस्तु, अभ्यास र तिनको क्रम, चित्रको संयोजन र भाषिक सिपको उचित संयोजन गर्ने प्रयत्न गरिएको छ । यस पाठ्यपुस्तकको लेखन तथा सम्पादन **खुर्सिद अलाम र सेराज अहमद**बाट भएको हो । यसको विकास कार्यमा **बैकुण्ठप्रसाद अर्याल, शेख अलि मञ्जरी मौलना, मौसमी यसमिन, उद्धबराज कट्टेल, उमा बुढाथोकी चिना कुमारी निरौला** लगायतको विशेष योगदान रहेको छ । यो पाठ्यपुस्तकको विकासमा संलग्न सबैलाई पाठ्यक्रम विकास केन्द्र धन्यवाद प्रकट गर्दछ ।

पाठ्यपुस्तकलाई शिक्षण सिकाइको महत्त्वपूर्ण साधनका रूपमा लिइन्छ । अनुभवी मौलनाहरू र जिज्ञासु विद्यार्थीले पाठ्यक्रमद्वारा लक्षित सिकाइ उपलब्धिलाई विविध स्रोत र साधनको प्रयोग गरी अध्ययन अध्यापनका लागि उपयोग गर्न सक्छन् । यस पाठ्यपुस्तकलाई सकेसम्म क्रियाकलापमुखी र रुचिकर बनाउने प्रयत्न गरिएको छ तथापि अझै भाषा शैली, विषयवस्तु तथा प्रस्तुति र चित्राङ्कनका दृष्टिले कमीकमजोरी रहेका हुन सक्छन् । तिनको सुधारका लागि मौलना, शिक्षक, विद्यार्थी, अभिभावक, बुद्धिजीवी एवम् सम्पूर्ण सरोकारवालाहरूको समेत महत्त्वपूर्ण भूमिका रहने हुँदा सम्बद्ध सबैको रचनात्मक सुझावका लागि पाठ्यक्रम विकास केन्द्र हार्दिक अनुरोध गर्दछ ।

पाठ्यक्रम विकास केन्द्र

वि. स. २०७९

ہماری اردو

برائے

درجہ ششم

حکومت نیپال

وزارت تعلیم

مرکز برائے فروغ نصاب تعلیم، سانوٹھیمی، بھکت پور

نام کتاب : ہماری اردو

مرتبین : سراج احمد مسلمان ایم اے، خورشید عالم ایم اے، بی ایڈ

صفحات :

اشاعت : بکرم سمبت ۲۰۷۸

ناشر : حکومت نیپال، وزارت تعلیم، مرکز برائے فروغ نصاب تعلیم
سانوٹھیمی، بھکت پور

حق طباعت : جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ

....

عرض ناشر

حکومت نیپال نے تعلیم کو فروغ دینے، اسے عام کرنے اور سب کے لیے تعلیم کو یقینی بنانے کی پالیسی اور منصوبہ بندی کی ہے، اس کے تحت وزارت تعلیم کی نگرانی میں قائم مرکز برائے فروغ نصاب تعلیم، سانوٹھیمی، بھکت پور نے مدارس اسلامیہ کے لیے درجہ ششم تا درجہ ہشتم کا نصاب تعلیم تیار کیا ہے۔ جس میں ہماری اردو زبان کو بھی جگہ دی گئی ہے تا کہ ابتدائی درجات کے طلبہ وطالبات کو دیگر مضامین کے ساتھ ہی اردو زبان اور اس کے بنیادی قواعد سے متعلق ضروری معلومات بہم پہنچائی جا سکیں اور طلبہ وطالبات اردو بول چال میں دقت نہ محسوس کریں بلکہ روانی کے ساتھ اردو زبان بول سکیں، سمجھ سکیں اور اپنا مافی ضمیر بھی بخوبی ادا کر سکیں۔ اس کتاب کو سرکاری اسکولوں میں بھی بحیثیت زبان پڑھایا جا سکتا ہے۔ تا کہ عام طلبہ وطالبات بھی دنیا کی ایک معروف زبان سیکھ سکیں اور اس کی شیرینی کو محسوس کر سکیں۔

اس ضرورت کی تکمیل کے لیے اردو زبان کی کتاب ہماری اردو کا دوسرے مرحلہ میں درجہ ششم، درجہ ہفتم اور درجہ ہشتم تک کا سیٹ تیار کیا جا رہا ہے۔ اس مرحلہ کی پہلی کتاب ''ہماری اردو'' برائے درجہ ششم آپ کے ہاتھوں میں ہے۔

اس کتاب کی خصوصیات:

۱۔ زبان نہایت سادہ، سلیس اور طرز بیان عام فہم اور دل نشیں ہے۔

۲۔ بچوں کی عمر، ان کے مقصد زندگی، ان کی ضرورت، ذوق، دل چسپی اور نفسیات کا پورا خیال رکھنے کی کوشش کی گئی ہے۔

۳۔ بچوں کو گرد و پیش سے باخبر رکھنے کی کوشش کی گئی ہے تا کہ ان کے ذوقِ جستجو کو مہمیز لگایا جا سکے اور وہ زندگی

کے گونا گوں میدانوں سے بھی واقف ہوسکیں۔

۴۔ ہر سبق کے آخر میں مشقیں دی گئی ہیں، جو زبان دانی، تحریر اور موادِ سبق کو سمجھنے میں معاون ہوں گی، بلکہ طلبہ وطالبات میں غور وفکر اور انفرادی مطالعہ کی عادت کا بھی محرک ثابت ہوں گی۔

۵۔ جہاں جہاں ضروری سمجھا گیا ہے وہاں الفاظ پر اعراب (زبر، زیر، پیش) لگا دیے گئے ہیں۔ بڑی حد تک الفاظ کا جدید املا اختیار کیا گیا ہے۔ مرکب الفاظ کو ملا کر لکھنے کے بجائے الگ الگ لکھا گیا ہے۔ جیسے دل کش، خوب صورت۔

کتاب کو مزید بہتر اور مفید بنانے کے لیے تمام اہل علم سے آراء اور مشوروں کی ہم امید رکھتے ہیں۔ کسی بھی قسم کا کوئی مشورہ ہو تو مرکز برائے فروغ نصاب تعلیم کے دفتر میں ارسال فرمانے کی زحمت فرمائیں۔ طلبہ وطالبات، اساتذہ کرام اور دیگر اہل علم کی جانب سے مشوروں کا مرکز بخوشی استقبال کرے گا۔

مرکز برائے فروغ نصاب تعلیم
سانوٹھیمی، بھکت پور

فہرست

سبق نمبر	مضامین		صفحہ نمبر
	عرضِ ناشر		۳
۱	حمد	نظم	۷
۲	نعت	نظم	۹
۳	امانت داری		۱۱
۴	جہیز کی رسم		۱۶
۵	توحید	نظم	۲۱
۶	جنگل		۲۵
۷	ہوا کا دباؤ		۳۰
۸	نعت	نظم	۳۴
۹	استاد کا ادب		۳۶
۱۰	علم	نظم	۴۰
۱۱	ہمارا ملک		۴۳

۱۲	پوکھرا شہر		۴۹
۱۳	والدین کے حقوق		۵۳
۱۴	حضرت آدم علیہ السلام		۵۸
۱۵	خانہ کعبہ کی تاریخ		۶۱
۱۶	فیوا جھیل	نظم	۶۶
۱۷	حسنِ تدبیر		۶۸
۱۸	خلفائے راشدین		۷۲
۱۹	مولانا ابوالکلام آزادؒ		۷۸
۲۰	شیخ عبداللہ مدنیؒ جھنڈانگری		۸۳
۲۱	والد صاحب کے نام خط		۸۷
۲۲	صدر مدرس صاحب کے نام ایک درخواست		۸۸
۲۳	عبداللہ اور عبیداللہ	مکالمہ	۹۰
۲۴	نیپال کا ترانہ	نظم	۹۴
۲۵	دینی مدارس	نظم	۹۵

....

سبق نمبر۔ا

حمد

مولانا داؤد راز دہلویؒ

مرے اللہ تیری شان عالی ہے نرالی ہے — تو خالق ہے تو رازق ہے تو مالک ہے تو والی ہے
تیری کاری گری نے گلستاں کو رنگ و بو بخشا — تیری وحدت کا مظہر پتہ پتہ ڈالی ڈالی ہے
خزاں میں اور بہاروں میں قمر میں اور تاروں میں — چمن میں کوہساروں میں تیری قدرت نرالی ہے
فضائے صبح و شام و روز روشن چاندنی راتیں — عجب شان جلالی ہے عجب شان جمالی ہے
بڑے ڈھب سے سجایا تو نے یارب باغ عالم کو — کہیں سبزے کی ہریالی کہیں پھولوں کی لالی ہے
برے ہیں یا بھلے ہیں، ہم تیرے در کے بھکاری ہیں — تو پالنہار ہے سب کا، تو ہی ہم سب کا والی ہے
جو دل تیری محبت سے نہ ہو بھرپور یا اللہ — قسم ہے تیری یارب نور ایماں سے وہ خالی ہے
تیری تعریف سے تسکین دل حاصل ہوا ہم کو — ہمارا قبلہ حاجات تیرا باب عالی ہے

سوالات:

سوال نمبر۱: درج ذیل الفاظ کے معانی لکھیے اور زبانی یاد کیجیے:

عالی، نرالی، والی، کاریگری، مظہر، وحدت، کوہسار، جلالی، پالنہار، تسکین، قبلہ، حاجات

سوال نمبر۲: حمد کس نظم کو کہتے ہیں؟

سوال نمبر۳: آخر کے دو اشعار کا مطلب اپنی زبان میں لکھیے:

سوال نمبر۴: اس نظم میں اللہ کی کیا کیا تعریف بیان کی گئی ہے؟

سوال نمبر۵: اس حمد کو زبانی یاد کر کے ہفتہ واری انجمن میں ترنم سے سنائیے:

سوال نمبر۶: کس دل کو شاعر نے نورِ ایمان سے خالی بتایا ہے؟ اس شعر کی وضاحت کیجیے:

سوال نمبر۷: عالی، جمالی، ڈالی، ایک جیسی آواز والے الفاظ ہیں، انھیں ''ہم آواز'' الفاظ یا ''ہم قافیہ'' الفاظ کہتے ہیں۔ آپ بھی درج ذیل الفاظ کے سامنے دو دو ہم آواز الفاظ لکھیے:

۱۔خالق ....

۲۔عالی ....

۳۔وحدت ....

۴۔پالنہار ....

۵۔چمن ....

☆☆☆

نعت

سحرؔ محمود، کپلوستو

نبی نے بات وہ کی ہے جو خود اُن کے خدا نے کی
یہ میری ہی نہیں یہ رائے ہے سارے زمانے کی

نبی کو فکر تھی اُن کو بھی راہِ حق پہ لانے کی
کہ جن کو فکر رہتی تھی اُنھیں جڑ سے مٹانے کی

یہ اِک ایسی حقیقت ہے کہ خود تاریخ شاہد ہے
''محبت دشمنوں سے بھی حبیب کبریا نے کی''

ہوں اپنے یا پرائے سب کے لب پر نام ہے اُن کا
ہماری کیا حقیقت مدح خود ربُّ العلیٰ نے کی

Ahmad\Urdu\Masjid-e-Nabvi.jpg not found.

زباں سے بات جو نکلی وہ خوش بو بن کے بکھری ہے
ادا بھی خوب تھی میرے نبی کے مسکرانے کی

ہے نفسی نفسی کا عالم مگر اِس حال میں دیکھو
نبی ہیں فکر میں امت کو اپنی بخشوانے کی

ابو بکر و عمر، عثمان و حیدر کی وہ عظمت ہے
کہ تربیت خود اُن کی تاجدارِ انبیاء نے کی

سحرؔ اُس وقت تک ہرگز قیامت آ نہیں سکتی
جہاں میں گونج ہے جب تک محمدؐ کے ترانے کی

....

سوال نمبر۱: نعت کسے کہتے ہیں؟

سوال نمبر۲: نبی ﷺ لوگوں سے کیسے پیش آتے تھے؟

سوال نمبر۳: نبی ﷺ نے اپنی امت کی اصلاح کے لیے کیا دعا مانگی ہے؟

سوال نمبر۴: درج ذیل الفاظ کے معانی لکھیے:

راہِ حق، تاریخ، شاہد، حبیبِ کبریا، پرائے، رب العلیٰ،
عظمت، تاجدار، گونج

سوال نمبر۵: مندرجہ ذیل الفاظ کو اپنے جملوں میں استعمال کیجیے:

حبیب کبریا، فکر، راہ حق، نفسی نفسی، خوش بو، حقیقت

سوال نمبر۶: اس نعت کو زبانی یاد کیجیے اور ترنم سے پڑھیے:

....

امانت داری

عبدالحاکم کی امی نے کہا: اے بیٹے عبدالحاکم! ادھر آؤ۔ یہ لفافہ لو اور مدرسہ کے ناظم صاحب کو دے آؤ۔ ناظم صاحب نے یہ لفافہ امانت کے طور پر تمہارے ابو جان کو دیا تھا۔ آج ناظم صاحب کو اس کی ضرورت ہے۔ تمہارے ابو جان کو فون کر کے وہ اطلاع دے چکے ہیں کہ میری امانت آفس پہنچا دیں۔ بیٹے! اسے لے جاؤ اور اسے پوری امانت داری کے ساتھ ناظم صاحب کے حوالہ کر دو۔

عبدالحاکم وہ لفافہ لے کر گیا پوری امانت داری کے ساتھ ناظم صاحب کے حوالہ کر دیا، لیکن اسے امانت والی بات سمجھ میں نہ آئی۔ آج رات عشاء کی نماز کے بعد عبدالحاکم گھر آیا تو اپنی امی جان سے پوچھا۔

امی جان! آج آپ نے کہا تھا کہ لفافہ پوری امانت داری کے ساتھ ناظم صاحب کے حوالہ کردو۔ یہ امانت داری کیا ہے؟ تو اس کی امی جان نے اسے دو کہانیاں سنائیں۔ آیئے! آپ بھی ان دونوں کہانیوں کو پڑھیں اور یاد رکھیں۔

سیدنا حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ایک دن مدینہ کے قریب اپنے ساتھیوں کے ساتھ صحرا میں تھے اور بیٹھے کھانا کھا رہے تھے۔ ایک چرواہے کا وہاں سے گزر ہو، حضرت عبداللہ ابن عمرؓ نے اُسے کھانے کی دعوت دی۔ چرواہے نے کہا میں روزہ سے ہوں۔ حضرت عبداللہ ابن عمرؓ نے حیران ہو کر کہا کہ اتنی شدت کی گرمی ہے اور تو نے روزہ رکھا ہوا ہے اور تم بکریاں بھی چرا رہے ہو۔

سیدنا حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اُس کی دیانتداری اور تقویٰ کا امتحان لینا چاہا اور کہا: کیا تم ان بکریوں میں سے ایک بکری ہمیں بیچ سکتے ہو؟ ہم تمہیں اس کی قیمت بھی دیں گے اور کچھ گوشت بھی دیں گے، جس سے تم اپنا روزہ افطار کر سکتے ہو۔

چرواہا بولا: محترم! یہ بکریاں میری نہیں ہیں۔ یہ میرے مالک کی بکریاں ہیں۔ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما فرمانے لگے: اپنے مالک سے کہنا کہ آج ایک بکری کو بھیڑیا کھا گیا۔ چرواہا غصہ میں اپنی انگلی آسمان کی طرف کر کے یہ کہتے ہوئے چل دیا: پھر اللہ کہاں ہے؟ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما بار بار چرواہے کی بات کو دھراتے جا رہے تھے کہ: اللہ کہاں ہے؟ اللہ کہاں ہے؟ اور روتے جا رہے تھے۔

جب سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما مدینہ پہنچے، تو چرواہے کے مالک سے ملے۔ اُس سے بکریاں اور چرواہا خرید لیا۔ چرواہے کو آزاد کر دیا اور بکریاں بھی اُسی چرواہے کو دے دیں اور کہا کہ ایک جملہ نے تجھے آزاد کروا دیا ہے: ''اللہ کہاں ہے؟ اور کہا اللہ سے دعا ہے کہ تجھے قیامت کے دن دوزخ کی آگ سے بھی آزاد کر دے۔ (صفوۃ الصفوۃ لابن جوزی، السلسلۃ الصحیحۃ للالبانیؒ)

امانت داری کو سمجھنے کے لیے دوسری کہانی بھی سنو!

بہت دنوں پہلے کی بات ہے۔ کسی گاؤں میں ایک نیک آدمی رہتے تھے، ان کا نام مبارک تھا۔ ان کو ایک شخص نے اپنے باغ کا رکھوالا بنایا۔ وہ باغ کی رکھوالی کرنے لگے۔ اس باغ میں قسم قسم کے میوے تھے۔ عمدہ سے عمدہ پھل تھے۔ ایک دن کی بات ہے۔ باغ کے مالک نے مبارک سے کہا: ''ایک کھٹا انار لے آؤ''۔ مبارک باغ سے ایک انار توڑ لائے۔ مالک نے چکھا تو وہ میٹھا نکلا۔ وہ مبارک پر بہت خفا ہو گیا کہ میں نے کھٹا انار مانگا تھا اور تم میٹھا انار لے آئے ہو۔ اتنے دن سے تم اس باغ میں رہتے ہو اور تم کو اب تک کھٹے اور میٹھے پھلوں کی تمیز نہیں ہوئی ہے۔

مبارک نے جواب دیا۔ میٹھا اور کھٹا تو چکھنے اور کھانے سے معلوم ہوتا ہے اور میں نے آج تک کوئی پھل چکھا ہی نہیں، تو میں کیا جانوں کہ کون سا پھل میٹھا ہے اور کون سا کھٹا ہے۔ باغ کے مالک نے تعجب سے پوچھا کیا اتنے دنوں سے اب تک تم نے میرے باغ کا کوئی پھل کھایا ہی نہیں؟ انہوں نے جواب دیا۔ میں کھاتا کیسے؟ آپ نے تو مجھے صرف رکھوالی کا

حکم دیا ہے، کھانے کی اجازت تو نہیں دی ہے۔ پھر میں آپ کی اجازت کے بغیر آپ کے باغ کا پھل کیسے کھاتا؟

باغ کے مالک کو بڑی حیرت ہوئی۔ ان کی اس امانت داری کا اس پر بڑا اثر ہوا۔ اس نے کہا تم جیسا بہترین آدمی باغبانی اور رکھوالی کا مستحق نہیں، بلکہ اس بات کا مستحق ہے کہ میرا مصاحب اور ساتھی بنے۔ آج سے تم میرے ساتھ رہو اور میرے گھر کو اپنا گھر سمجھو۔ مبارک جب کچھ دنوں تک مالک کے ساتھ رہے اور اس کے کاموں میں اس کی مدد کرتے رہے، تو ان کی امانت داری اور دوسری خوبیوں کو دیکھتے ہوئے مالک نے ان سے اپنی اکلوتی بیٹی کی شادی کر دی اور ان کو اپنا داماد بنالیا۔ کچھ دنوں کے بعد ایک بیٹے کی پیدائش ہوئی، جس کا نام عبداللہ رکھا گیا۔ آگے چل کر یہی عبداللہ بن مبارکؒ بڑے محدث اور مشہور امام ہوئے۔

امانت دار آدمی پر ہر شخص اعتماد کرتا ہے۔ اس سے اللہ تعالیٰ خوش ہوتا ہے۔ لوگ بھی اس سے خوش رہتے ہیں اور اس کی عزت کرتے ہیں۔ اس لیے تم بھی امانت دار بنو اور امانت داری کا اپنا شیوہ بنالو۔

☆☆☆

سوالات:

سوال نمبرا: درج ذیل الفاظ کے معانی بتایئے:

سیدنا، رضی اللہ عنہ، صحرا، افطار، امانتداری، قیامت،

دوزخ، مصاحب، اعتماد، شیوہ

سوال نمبر۲: عبدالحاکم کی امی جان نے لفافہ دیتے ہوئے کیا کہا تھا؟

سوال نمبر۳: نیچے کچھ الفاظ دیے گئے ہیں اور سامنے ان کے اضداد درج ہیں۔ان کے جوڑے ملایئے:

خوش	آگ
امانت	کانٹا
پھل	گم نام
مشہور	خیانت
پانی	ناراض
عمدہ	خراب
دوزخ	غیر مستحق
مستحق	جنت

سوال نمبر۴: سیدنا عبداللہ بن عمرؓ جب چرواہے کی امانت داری سے خوش ہوئے، تو اس کے ساتھ کیا سلوک کیا؟

سوال نمبر۵: مشہور محدث عبداللہ بن مبارکؒ کے والد محترم کیا کام کرتے تھے؟

سوال نمبر۶: امانت داری پر کوئی واقعہ آپ کو یاد ہو تو لکھیے:

سوال نمبر۷: آپ بھی آج اپنی امی جان سے امانت داری پر ایک کہانی سنیے:

سبق نمبر۔۴

جہیز کی رسم

کسی سفر پر نکلتے وقت آدمی جو زادِراہ ساتھ میں رکھتا ہے،لغت میں اس کو جہیز کہتے ہیں۔ ہمارے لڑکی کے گھر والے شادی کے موقع سے لڑکی کو یا داماد کو جو ساز و سامان اور اسبابِ زندگی دیتے ہیں، اسی کو جہیز کہا جاتا ہے۔ جو روزمرہ استعمال ہونے والے گھریلو سامان، موٹر سائیکل اور کار کی شکل میں بھی ہوتا ہے اور چیک، نقد، یا زمین کی شکل میں بھی ہوتا ہے۔

Ahmad\Urdu\jahezz.jpg not found.

اسلام میں شادی بیاہ کی تعلیمات بھی ہیں۔ شادی بیاہ انسان کی ضرورت ہے۔ لڑکی یا لڑکا جب شادی کی عمر کو پہنچ جائے تو والدین کوئی اچھا، مناسب اور دیندار رشتہ دیکھ کر بات طے کرلیں۔ لڑکی کے گھر والوں اور لڑکا کے گھر والوں کا جس دن اور جگہ پر اتفاق ہو جائے، اس دن کچھ لوگ جمع ہو کر نکاح پڑھوا دیں اور اگلے دن شادی کرنے والے مرد کی جانب سے خوشی، اللہ کا شکر اور اعلان کے طور پر دعوتِ ولیمہ کا اہتمام ہو جائے۔ جس میں پاس پڑوس کے لوگ اور قریبی رشتہ دار شریک ہوں، نئے جوڑے کو مبارک باد دیں اور ان کے لیے برکت کی دعا کریں۔

قرآن مجید میں نکاح کرنے اور کرانے کا حکم ہے۔ احادیث کی کتابوں میں کتاب النکاح کے تحت سینکڑوں احادیث ہیں۔ ان میں صرف لڑکی یا لڑکا کی رضامندی، منگیتر کو دیکھنے، والدین کی سرپرستی، خطبہ نکاح، اظہارِ مسرت، ولیمہ اور دعا کا ذکر ملتا ہے۔ آج کل شادی بیاہ کے نام پر جو چیزیں رواج پا گئی ہیں جیسے منگنی، بارات، جہیز، منہ دکھائی، سلامی، مختلف ناموں سے پیسوں یا تحفوں کا لین دین وغیرہ کا ذکر قرآن اور احادیث کی کتابوں میں کہیں نہیں ہے۔ حضرت علیؓ اور حضرت فاطمہؓ کی شادی کے موقع پر جو چند سامان تیار کیے گئے تھے، وہ حضرت علیؓ کے ہی پیسوں سے لیا گیا تھا۔

اسلام میں نکاح کو آسان سے آسان بنایا گیا ہے۔ جب رشتہ کی بات آئے تو بات چیت کا آغاز لڑکی والے بھی کر سکتے ہیں اور لڑکا والے بھی۔ رشتہ طے کرنے کے لیے اتنی سی

بات کافی ہے کہ ضروری معلومات اور تعارف ایک دوسرے کو دے دیں اور لڑکی لڑکا چاہیں تو ایک دوسرے کو دیکھ لیں۔

اسلام میں نکاح حد درجہ آسان ہے۔ شادی میں برادری اور مسلک کی کوئی قید نہیں ہے۔ بڑی عمر کے آدمی کا چھوٹی عمر کی عورت سے اور چھوٹی عمر کے مرد کا بڑی عمر کی عورت سے بھی شادی ہوسکتی ہے۔ گھریلو اعتبار سے اپنے ہی معیار اور ماحول کی شادی زیادہ آسان اور موزوں ہوتی ہے اور زوجین کے لیے نباہ کرنا آسان ہوتا ہے۔ سن شعور کو پہنچنے کے بعد کسی بھی عمر میں نکاح کیا جاسکتا ہے۔ لڑکی لڑکا اور ان کے سرپرست حضرات موجود ہوں، تو کسی بھی عوامی مجلس میں نکاح ہوسکتا ہے۔ لڑکا اپنی استطاعت کے مطابق مہر دے گا۔ مہر روپیہ پیسہ بھی ہوسکتا ہے اور کوئی زیور وغیرہ بھی۔ مہر فوری طور پر بھی دیا جاتا ہے اور مجبوری ہو تو مؤخر بھی کیا جاسکتا ہے۔

شادی بیاہ کے سارے امور دین کے دائرہ میں رہ کر ہی انجام دینا چاہیے۔ ایسی صورت میں زندگی خوش گوار ہوگی۔ خطبہ نکاح میں جو آیات پڑھی جاتی ہیں، ان میں تقویٰ اور دینداری کی بات کہی گئی ہے اور حدیث میں ہے کہ شادی کے لیے لڑکیوں میں چار خوبیاں دیکھی جاتی ہیں۔ خوب صورتی، مال داری، خاندان اور دین داری، تم دین دار لڑکی کا انتخاب کرو۔

جہیز کی وجہ سے شادی بیاہ بہت مہنگا اور مشکل ہو گیا ہے۔ جس کی وجہ سے زنا و بدکاری

جیسی برائی ایک عام سی بات ہوکر رہ گئی ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے کہ: ''سب سے بابرکت شادی وہ ہے جس میں سب سے کم خرچ کیا گیا ہو''۔

جہیز کے نام پر بڑی تعداد میں سامان مانگے جاتے ہیں۔ موٹر سائیکل، کار، بیڈ بستر، کرسیاں، صوفہ، بکس، الماری، کولر، فریج، ٹی وی، انورٹر، واشنگ مشین، سلائی مشین اور اس کے علاوہ مختلف اشیاء سے بھرا ہوا ٹرنک ہوتا ہے۔ لڑکی والے چاہے جتنا ساز و سامان دے

found.

دیں، اُس میں کمی باقی ہی رہتی ہے۔ بے شرمی سے جہیز کا مطالبہ کیا جاتا ہے اور نہ لانے کی صورت میں اپنی ہی بہو کو زندگی بھر برا بھلا کہا جاتا ہے۔

جہیز فضول خرچی ہے۔ شادی میں بلا ضرورت سامانوں کا اضافہ کیا جاتا ہے اور مختلف چیزوں کے نام پر کئی لاکھ خرچ کر دیا جاتا ہے۔ جہیز کی وجہ سے اخلاق تباہ ہو گئے، حیاء و شرم

کا جنازہ اٹھ گیا، عفت و پاک دامنی پارہ پارہ ہوگئی، گھریلو زندگی سے محبت اور ہم دردی ختم ہوکر رہ گئی ہے۔اس کی وجہ سے سماج میں بھائی چارہ اور اخوت ومحبت رخصت ہوگئی ہے۔اللہ کی برکتیں اور رحمتیں بھی چھن گئی ہیں۔ ہر مسلمان جہیز کو برا بھلا کہتا ہے،جہیز لینے والوں کو بری نگاہ سے دیکھتا ہے۔

جہیز کی وجہ سے تقویٰ اور دین داری کی روح جل کر راکھ ہوجاتی ہے۔عزت اور بڑائی کا معیار تقویٰ نہیں رہتا۔ مال دار لوگ ہی بڑے اور عزت دار سمجھ لیے جاتے ہیں۔اس کی وجہ سے نہ جانے کتنی بچیاں بغیر نکاح کے بوڑھی ہوجاتی ہیں اور نہ جانے کتنے والدین پھانسی لگالیتے ہیں۔

جہیز غیر اسلامی روایات سے مسلم سماج میں داخل ہوگیا ہے۔ نبی اکرم ﷺ اور صحابہ کرامؓ کی زندگی میں اِس کا کوئی ثبوت نہیں ملتا ہے۔کیا امیر کیا غریب، کیا شہری کیا دیہاتی، کیا پڑھے لکھے لوگ کیا جاہل عوام، کیا دین دار کہے جانے والے افراد، کیا بے دین لوگ، آج کوئی محفوظ نہیں ہے۔ پورا مسلم سماج جہیز کے جال میں پھنسا ہوا ہے۔ضرورت ہے کہ سماج کو جہیز سے روکا جائے ،اس رسمِ بد کو ختم کیا جائے اور اس گناہِ عظیم سے مسلم سماج کو مکمل پاک کیا جائے۔

....

سوالات:

سوال نمبر۱: جہیز کس کو کہتے ہیں؟

سوال نمبر۲: جہیز کی وجہ سے سماج میں کون کون سی خرابیاں پیدا ہوگئی ہیں؟

سوال نمبر۳: کس شادی کو اللہ کے نبی ﷺ نے بابرکت کہا ہے؟

سوال نمبر۴: درج ذیل الفاظ کے معانی بتایئے:

زادِراہ، اسبابِ زندگی، روزمرہ، منگیتر، مسرت، آغاز، استطاعت، تقویٰ، عفت، خودغرضی

سوال نمبر۵: درج ذیل الفاظ کے معانی لکھیے اور ان کے واحد اور جمع بھی لکھیے:

فرد، آفت، سامانوں، حکم، احادیث، تحفوں،

کتابوں، صحابہ، کرسیاں، اشیاء، خرچ

سوال نمبر۶: درج ذیل الفاظ کے سامنے ان کے ''ہم آواز'' تین تین الفاظ لکھیے:

۱۔عزت ....

۲۔جال ....

۳۔ساز ....

۴۔دیندار ....

۵۔ ہمدردی ....

۶۔بابرکت ....

☆☆☆

سبق نمبر۔۵

توحید

ابوالمجاہد زاہد

.Urdu\Tauheed.jpg no

دھوپ بھی اور چھاؤں بھی اے آدمی! دیتا ہے کون؟
کیا کبھی سوچا ؟ کہ غم دیتا ، خوشی دیتا ہے کون؟

اے معزز ہوش مندو، زیرکو، دانش ورو!
ہوش مندی، زیرکی، دانش وری دیتا ہے کون؟

کون اپنی حمد کی توفیق دیتا ہے مجھے
حمد کے شایان شاں الفاظ بھی دیتا ہے کون؟

سوچتا رہتا ہوں سن کر پنچھیوں کے چہچہے
''بے زبانوں'' کو یہ لَے ، یہ نغمگی دیتا ہے کون؟

کون حورِ صبح کو دیتا ہے جھومر مہر کا
شب کو تاروں کی چمکتی اوڑھنی دیتا ہے کون؟

یہ ستارے ، یہ گل و لالہ ، یہ رنگیں تتلیاں
اِن حسینوں کو ادائے دل بری دیتا ہے کون؟

ہیں تو سب چہرے مگر اِک دوسرے سے مختلف
ہر نئے انسان کو صورت نئی دیتا ہے کون؟

کون ہے ربِّ دوعالم ؟ قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ
وہ نہیں تو ساز و برگ زندگی دیتا ہے کون؟

پوچھتا ہے کون اے زاہدؔ! مرے اشکِ الم
میرے ہونٹوں کو مسرت کی ہنسی دیتا ہے کون؟

....

سوالات:

سوال نمبر۱: درج ذیل الفاظ کے معانی یاد کیجیے:

ہوش مند	:	عقل مند
زیرک	:	دانا، دانش مند
دانش ور	:	عالم، عقل مند، بہت ذہین
شایانِ شان	:	جس کے لیے جو مناسب ہے، اس کے مطابق ہونا۔
لَے	:	آواز
نغمگی	:	نغمے کی کیفیت
جھومر	:	ماتھے کا ایک زیور
مہر	:	سورج
نغمہ	:	گیت
ادائے دل بری	:	دل موہ لینے والی ادائیں
ساز	:	سامان، اسباب
برگ	:	پتا، سامان
ساز و برگِ زندگی	:	زندگی کے ساز و سامان
اشک	:	آنسو
الم	:	دکھ، تکلیف، غم

سوال نمبر۲: شاعر نے پہلے شعر میں آدمی سے کیا سوال کیا ہے؟

سوال نمبر۳: ہوش مندوں، زیرکوں اور دانش وروں سے شاعر نے کیا کہا؟

سوال نمبر۴: کون اپنی حمد کی توفیق دیتا ہے؟

سوال نمبر۵: پنچھیوں کے چہچہے سن کر شاعر کیا سوچتا ہے؟

سوال نمبر۶: ہر نئے انسان کو نئی صورت کون دیتا ہے؟

سوال نمبر۷: رب دو عالم کون ہے؟

سوال نمبر۸: خالی جگہوں کو پر کیجیے:

۱۔ ہوش مندی، زیرکی، .... دیتا ہے کون؟

۲۔ ''بے زبانوں'' کو یہ لے، یہ............ دیتا ہے کون؟

۳۔ ان حسینوں کو.................. دیتا ہے کون؟

۴۔ وہ نہیں تو ساز و برگ............ دیتا ہے کون؟

۵۔ میرے ہونٹوں کو............ کی ہنسی دیتا ہے کون؟

سوال نمبر۹: درج ذیل الفاظ کو جملوں میں استعمال کیجیے:

ہوش مند، گل ولالہ، شایان شان، برگ، اشک الم۔

سوال نمبر۱۰: ''ہوش مند'' دو لفظوں ہوش اور مند سے مل کر بنا ہے، آپ بھی مند سے پہلے کوئی لفظ بڑھا کر تین با معنی الفاظ لکھیے:

۱۔..................مند ۲۔..................مند ۳۔..................مند

☆☆☆

جنگل

ہمارا ملک نیپال جنگلوں سے بھرا ہے۔جنگل کو زمین کا پھیپھڑا کہا جاتا ہے اور ہماری زندگی اور ہماری سانسوں کی دھڑکن مانا جاتا ہے۔ ہرے بھرے جنگلات ہمارے ملک کی سب سے بڑی دولت ہیں۔ ہمال سے نیچے پہاڑوں سے لے کر ترائی اور میدانی علاقوں تک ہرے بھرے اور گھنے جنگلات کا ایک طویل سلسلہ ہے۔جس کی وجہ سے ہمارا ملک بہت خوب صورت نظر آتا ہے۔ ملک کی آب و ہوا اور یہاں کا ماحول خوب صحت بخش ہے۔جنگل کی وجہ سے ہمارے لیے سانس لینا آسان ہوتا ہے، کیوں کہ جنگلوں اور ہرے بھرے پیڑ پودوں سے ہمیں آکسیجن ملتا ہے۔اس کی وجہ سے زمین کی آلودگی کم ہوتی ہے اور ہمیں سانس لینے کے لیے صاف ہوا اور بھوک مٹانے کے لیے صحت مند غذا حاصل ہوتی ہے۔

قدرتی طور پر جنگلوں نے پوری دنیا کے ۳۱٪ فیصد حصے کو گھیر رکھا ہے۔ان جنگلات میں پیڑ پودے، پھل پھول، ہری گھاسیں، بیل بوٹے، پھول پتیاں، دواؤں میں کام آنے والی جڑی بوٹیاں اورسینکڑوں قسم کے جانور جیسے شیر، چیتا، تیندوا، ہاتھی، زیبرا، نیل گائے، لومڑی، کنگارو، بندر، بھالواور ہرن وغیرہ پائے جاتے ہیں۔ان جنگلوں میں مختلف قسم کے کیڑے مکوڑے، رنگ برنگ کی تتلیاں، خوب صورت چہچہاتی چڑیاں اور نایاب قسم کے جاندار رہتے ہیں۔ جو ہمارے اس ماحول کو بہتر بنائے رکھنے میں مددگار ہوتے ہیں۔یہ سارے جاندار ہم انسانوں کی خدمت میں لگے رہتے ہیں۔

Ahmad\Urdu\jangale.jpg not found.

ان جنگلوں سے انسان ہزاروں قسم کے فوائد حاصل کرتا ہے۔ان جنگلوں سے لکڑیاں کاٹ کر گھر بنائے جاتے ہیں۔ٹیبل، کرسی، تخت، الماری، پلنگ، دروازے اور نہ جانے کیا کیا سامان بنائے جاتے ہیں۔سایہ حاصل کرنے کے لیے گھنے پیڑوں کا استعمال کیا جاتا ہے۔

بہت سے انواع واقسام کے پھل بھی انہی پیڑوں سے حاصل ہوتے ہیں۔ ہری گھاس اور پتیاں جانوروں کو کھلانے کے کام میں آتی ہیں ۔مختلف قسم کی خوشبوؤں سے بھرے رنگ برنگے اور خوب صورت پھول جنہیں دیکھ کر انسان خوش ہوتا ہے اور ان کی خوشبوؤں کو سونگھ کر تازگی محسوس کرتا ہے، یہ سب کچھ ان جنگلات سے حاصل ہوتے ہیں۔

جنگل ایک دنیا ہے جو اللہ تعالیٰ کے عجائبات اور بیش قیمت خزانوں سے بھری ہے۔ اس پوری حیرت انگیز دنیا کا خالق ہمارا اللہ ہے اور وہی ان تمام چیزوں میں روح پھونکتا ہے اور اگاتا ہے۔ ان گھنے جنگلوں میں پائے جانے والے سارے جانور، چرند پرند، کیڑے مکوڑے اور چڑیوں کو روزی دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے ہی ان تمام چیزوں کو ہماری خدمت پر لگا رکھا ہے۔

انسانی آبادی ہزاروں سالوں سے جنگل کے وسائل کا استعمال کرتی آ رہی ہے۔ بلا ضرورت پیڑ پودے کاٹے جا رہے ہیں، جانوروں کو مارا جا رہا ہے،شہر بسائے جا رہے ہیں، فیکٹریاں لگائی جا رہی ہیں اور انسانی آبادی بسانے کے لیے جنگلوں کا صفایا کیا جا رہا ہے۔ ضرورت سے زیادہ جنگلوں کو کاٹنے کی وجہ سے دنیا کا قدرتی نظام اور ماحولیاتی توازن بگڑتا جا رہا ہے۔ انسانی آبادی اپنے اردگرد کی آلودگی کا شکار ہو کر بہت سی بیماریوں میں گھری جا رہی ہے۔لوگوں کو صاف ہوا نہیں مل پا رہی ہے، آکسیجن کم ہو جانے کی وجہ سے ہمارے پھیپھڑے خراب ہو رہے ہیں، جلد کی بیماری بڑھ رہی ہے اور دل کے مرض میں آئے دن اضافہ ہو رہا

ہے۔آنکھوں کی صحت کے لیے ہریالی کا ہونا ضروری ہے اور ہریالی کم ہونے کی وجہ سے آنکھوں کی بینائی بھی کم زور ہوتی جارہی ہے۔بارش کم ہونے کی وجہ سے ہماری کھیتی باڑی بھی متاثر ہورہی ہے۔جنگلوں کے ساتھ زیادتی کی وجہ سے ہماری پوری زندگی متاثر ہورہی ہے اورفضائی آلودگی میں آئے دن اضافہ ہوتا جارہا ہے۔

جنگلات ، پیڑ پودے اور ہریالی کم ہونے کی وجہ سے بارش کم ہوتی ہے،جس کی وجہ سے پوری دنیا کو پانی کی شدید قلت کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے اور انسانی آبادی کو خطرہ لاحق ہے۔اسی لیے اللہ کے نبی ﷺ نے پیڑ پودے لگانے اوران کی حفاظت کرنے کی تاکید فرمائی ہے۔آپ ﷺ نے فرمایا ہے: ’’جو بھی مسلم شخص کوئی پیڑ لگاتا ہے یا کوئی فصل اُگاتا ہے اور اسے کوئی چڑیا یا کوئی انسان یا کوئی بھی جانور کھاتا ہے تو اس کے بدلے اس مسلم شخص کے حصہ میں نیکی لکھ دی جاتی ہے‘‘۔(صحیح مسلم)

اس لیے جنگلوں اور پیڑ پودوں کی حفاظت کرنا ہماری ذمہ داری ہے۔آیئے! ہم اپنے

اردگرد پیڑ پودے لگائیں اور جو پیڑ پودے پہلے سے ہیں، ان کی حفاظت کریں۔ اس سے ہمارا ماحول صاف ستھرا ہوگا، ہمیں سانس لینے کے لیے صاف ہوا ملے گی اور اس سے ہماری صحت بھی اچھی ہوگی۔ دھیان رہے کہ اللہ تعالی نے اس زمین پر ہوا، پانی، ندی نالے، پہاڑ اور جنگلات کا جو قدرتی نظام قائم کر رکھا ہے۔ ہم بلا ضرورت ان سے چھیڑ چھاڑ نہ کریں اور ان کو اپنی حالت پر قائم رہنے دیں، ورنہ انسانی آبادی پر اللہ کا وبال آ جائے گا اور بہت بڑی تباہی ہوگی جسے کوئی روک نہیں سکے گا۔

☆☆☆

سوالات:

سوال نمبر ۱: درج ذیل الفاظ کے معانی لکھیے:

صحت بخش، ماحول، آب و ہوا، آلودگی، آکسیجن، قدرتی نظام، توازن، فوائد، سلسلہ، عجائبات، بینائی، طویل

سوال نمبر ۲: ہمارے ملک کی سب سے بڑی دولت کیا ہے؟

سوال نمبر ۳: پیڑ پودوں کی حفاظت کے بارے میں نبی ﷺ نے کیا فرمایا ہے؟

سوال نمبر ۴: کیا آپ نے کبھی جنگل کی سیر کی ہے؟ کب، کہاں اور کیسے؟ کچھ تفصیل لکھیے:

سوال نمبر۵: جنگل کے درختوں کی لکڑیوں سے کیا کیا بنایا جاتا ہے؟

سوال نمبر۶: جنگل میں پائے جانے والے پیڑ پودوں اور پھولوں کی ایک فہرست بنائیے:

سوال نمبر۷: جنگلات سے ہمیں کیا کیا فائدے ملتے ہیں؟

سوال نمبر۸: خالی جگہوں کو پر کیجیے:

اس لیے جنگلوں اور.......................کرنا ہماری ذمہ داری ہے۔ آیئے! ہم اپنے اردگرد.................. اور جو پیڑ پودے پہلے سے ہیں، .... کریں۔ اس سے ہمارا ماحول......................، ہمیں .... کے لیے صاف ہوا ملے گی اور اس سے ہماری .... ہوگی۔ دھیان رہے کہ............................ پر ہوا، پانی، ندی نالے، پہاڑ اور جنگلات کا جو.................. قائم کر رکھا ہے۔ ہم بلا ضرورت ان سے چھیڑ چھاڑ نہ کریں اور ان کو........................ قائم رہنے دیں، ورنہ.................. اللہ کا وبال آ جائے گا اور............................ جسے کوئی روک نہیں سکے گا۔

☆☆☆

سبق نمبر۔ ۷

ہوا کا دباؤ

ایک نلکی لو اور اس میں پانی بھرو۔ نلکی کے ایک سرے پر انگلی رکھ کر اچھی طرح بند کر دو۔ اب نلکی کو سیدھا الٹا لٹکا دو۔ تم دیکھو گے اس میں سے ذرا سا بھی پانی نہیں گرا۔ اب ذرا اوپر والے سرے سے ذرا سی انگلی ہٹاؤ۔ تم دیکھو گے کہ انگلی ہٹاتے ہی پانی نیچے کے سرے سے باہر نکل گیا۔ ایسا کیوں ہوا؟

ایسا اس لیے ہوا کہ پانی بھرنے سے نلکی سے ہوا نکل گئی اور ہوا آنے کا راستہ تم نے بند کر دیا۔ ہوا کا دباؤ پانی پر پڑنا بند ہو گیا۔ اب پانی نیچے کس طرح گرے گا۔ تم کہو گے کہ بوتل یا نلکی سے ہوا کا دباؤ پانی کو نیچے گراتا ہے۔ ہاں یہی بات ٹھیک ہے۔

دراصل زمین کے فی مربع انچ پر ہوا کا تقریباً ساڑھے چھ سو کلوگرام وزن پڑتا رہتا

ہے۔ زمین پر جو چیزیں ہیں، ان پر بھی اسی حساب سے ہوا کا دباؤ پڑتا ہے۔ ہمارے جسم کے ہر مربع انچ پر بھی تقریباً ساڑھے چھ کلوگرام ہوا کا دباؤ پڑتا ہے۔ اس طرح ہمارے پورے جسم پر سینکڑوں من ہوا کا بوجھ پڑتا رہتا ہے۔ اگر قدرت نے ہمارے جسم کے اندر ہوا نہ رکھی ہوتی تو ہمارا جسم اس بوجھ سے پچک جاتا۔

کیسے پچک جاتا؟ ایک تجربہ کرو۔ ٹین کا ایک خالی ڈبہ لو، اس میں ایک گلاس پانی ڈال کر چولھے پر رکھ دو۔ جب بھاپ اچھی طرح بننے لگے اور باہر نکلنے لگے، تو ڈبہ کا ڈھکن مضبوطی سے بند کر دو۔ جب ڈبہ ٹھنڈا ہو جائے گا تو تم دیکھو گے کہ وہ اس طرح پچک گیا ہے جیسے کسی نے اسے ہتھوڑی سے پیٹا ہو۔

اس کی وجہ وہی ہوا کا دباؤ ہے۔ جب ڈبہ کے اندر بھاپ پیدا ہوئی تو اس نے ساری ہوا باہر نکال دی۔ ڈبہ بند کر دینے پر ڈبہ کے اندر کا حصہ ہوا سے خالی ہو گیا اور جیسے ہی ڈبہ ٹھنڈا ہونے پر بھاپ پانی بن کر نیچے چلی گئی تو ڈبہ کے باقی حصہ میں خلا رہ گیا اور باہر کی ہوا کے دباؤ

نے ڈبہ کو پچکا دیا۔

ہوا کے دباؤ سے کیا فائدہ ہے؟ قدرت نے انسان کو اس زمین پر پیدا کیا ہے، تو اس کے زندہ رہنے کے لیے ہر قسم کا انتظام بھی پورے طریقہ سے کر دیا ہے۔ ہوا کے دباؤ سے بھی بہت سے فائدے پہونچتے ہیں۔ اگر ہوا کا دباؤ نہ ہوتا لوٹے کے پانی سے ہاتھ منہ نہ دھو سکتے تھے۔ لوٹے کا پانی ٹونٹی سے باہر ہی نہ نکل پاتا۔ اسی طرح ہاتھ کے تلوؤں میں بھی ہوا کے دباؤ سے ہی پانی اوپر کھنچتا ہے۔ سائیکل، اسکوٹر، کار، بس اور ٹرک وغیرہ کے پہیوں میں ہوا بھرنے کا مطلب ہے کہ ان میں ہوا کا دباؤ پیدا کر دیا جاتا ہے اور اسی دباؤ کی وجہ سے نازک ربر سے بنے ٹائر ٹیوب اپنے اوپر لدا ہوا بھاری بوجھ بھی سنبھال لیتے ہیں۔ سائیکل اور فٹ بال میں ہوا بھرنے کے پمپ بھی ہوا کے دباؤ سے کام کرتے ہیں اور اسی ہوا کے دباؤ سے مٹی تیل والے اسٹو یا گیس لیمپ میں ہوا بھری جاتی ہے۔

جتنی اونچائی پر ہم جاتے جائیں گے، ہوا کا دباؤ کم ہوتا جائے گا اور جتنی گہرائی میں اتریں گے، اتنا ہی ہوا کا دباؤ بڑھتا جائے گا۔ اس کی صاف وجہ ہے کہ نیچے جانے پر ہوا کی تہہ موٹی ہو جائے گی اور اوپر جانے پر کم رہ جائے گی، کیوں کہ ہوا کی تہہ زمین کی سطح کے اوپر تقریباً پانچ میل تک پھیلی ہوئی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اگر آپ پہاڑ پر جاؤ گے تو پانی جلدا بلنے لگے گا اور اگر کسی لوہے کی کان کے اندر چائے بنانی پڑے، تو پانی ابلنے میں ذرا دیر لگے گی۔

سوالات:

سوال نمبر۱: خالی جگہوں کو بھریئے:

(الف) زمین پر موجود ہر چیز کے ایک مربع انچ پر ہوا کا دباؤ تقریباً...........کلوگرام ہوتا ہے۔(ساڑھے چھ، ساڑھے آٹھ)

(ب) ہوا کا دباؤ اونچائی پر جانے سے......ہوجاتا ہے۔(کم۔زیادہ)

(ج) کنویں یا کان میں جانے پر ہوا کا دباؤ......ہوجاتا ہے۔(کم۔زیادہ)

(د) ٹھنڈی ہونے پر بھاپ......میں بدل جاتی ہے۔(ہوا۔پانی)

سوال نمبر۲: خالی جگہوں کو پر کیجیے:

قدرت نے ....کو پیدا کیا ہے، تو اس کے زندہ رہنے کے لیے ہر قسم کا...........بھی پورے طریقہ سے کر دیا ہے۔ ہوا کے دباؤ سے بھی آدمی کو...........پہونچتے ہیں۔

سوال نمبر۳: درج ذیل الفاظ کے معانی بتایئے اور اس کی پہچان کیجیے کہ وہ اسم ہے یا فعل ہے یا ضمیر ہے۔

ہوا	اسم/فعل/ضمیر
بھاپ	اسم/فعل/ضمیر
لٹکا دو	اسم/فعل/ضمیر
آپ	اسم/فعل/ضمیر
جاؤ گے	اسم/فعل/ضمیر
اس	اسم/فعل/ضمیر

سوال نمبر۴: استاد محترم کی مدد سے اسم، فعل اور ضمیر کی دس دس مثالیں لکھیے:

☆☆☆

نعت

محشؔر رسول پوری

نعت اس نبی کی جس نے پیغامِ حق سنایا — انسانیت کا رستہ انسان کو دکھایا

دنیا سنوارنے کے سمجھائے سب طریقے — عقبیٰ ہو جس سے بہتر وہ راز بھی بتایا

ہر موڑ پر جلائی شمعِ ہدایت اُس نے — جو راستہ تھا سیدھا اِک ایک کو بتایا

ہر آدمی پہ کھولا محنت کا راز اُس نے — جو سو رہے تھے غافل، آ کر انہیں جگایا

شعلے بھڑک رہے تھے دنیا میں کفر و شر کے — انساں کو اس نے آکر اِس آگ سے بچایا

پھیلیں جہاں میں ہر سو، توحید کی شعاعیں — مشرق بھی جگمگایا، مغرب بھی جگمگایا

بھولی ہوئی تھی دنیا اپنے خدا کو محشؔر — خالق کے در پہ اُس نے مخلوق کو جھکایا

☆☆☆

Ahmad\Urdu\quba.jpg not found.

سوالات:

سوال نمبر۱: درج ذیل الفاظ کے معانی یاد کیجیے:

الفاظ		معانی
سنوارنا	:	درست کرنا، راہ پر لانا
عقبیٰ	:	آخرت، دوسرا جہاں
بزم	:	محفل، مجلس
شمع	:	موم بتی
غافل	:	بے خبر، بے پروا
شعلہ	:	روشنی، آگ کی لپٹ
شعاع	:	روشنی کی کرن

سوال نمبر۲: پیغامِ حق سے کیا مراد ہے؟

سوال نمبر۳: پیارے نبی ﷺ نے ہر موڑ پر شمعِ ہدایت کس طرح روشن کی؟

سوال نمبر۴: دنیا کس کو بھولی ہوئی ہے؟

سوال نمبر۵: درج ذیل الفاظ کے معانی لکھیے اور ان کو اپنے جملوں میں استعمال کیجیے:

پیغام، عقبیٰ، شعلہ، شعاع، مخلوق

سوال نمبر۶: درج ذیل الفاظ کی ضد لکھیے:

انسان، غافل، کفر، مغرب، توحید، سنوارنا

☆☆☆

استاد کا ادب

ماں باپ کی طرح استاد کا مرتبہ بھی بہت بلند ہے۔ ماں باپ ہمیں پال پوس کر بڑا کرتے ہیں۔ ہم پر ان کے بڑے احسانات ہیں۔ استاد ہمیں پڑھنا لکھنا سکھاتے ہیں۔ ہماری جہالت اور نادانی دور کرتے ہیں۔ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی باتیں بتاتے ہیں۔ دین پر چلنا سکھاتے ہیں۔ جس طرح ماں باپ ہمارے لیے دکھ اٹھاتے ہیں، اسی طرح استاد بھی ہماری بھلائی کے لیے بہت محنت کرتے ہیں۔ ہم پر استاد کے بڑے احسانات ہیں۔ اگر ان کی مہربانی نہ ہوتی تو ہم جاہل رہ جاتے۔ نہ دین کی باتیں جانتے اور نہ سیدھی راہ پاتے۔ اسی لیے ماں باپ کی طرح استاد کا بھی بہت احسان ماننا چاہیے۔

ہمیں چاہیے کہ استاد کے سامنے ادب سے بیٹھیں۔ ساتھ ساتھ چلنا ہو تو ہمیشہ پیچھے چلیں۔ کچھ پوچھنا ہو تو ادب سے پوچھیں۔ ان کا نام لینا ہو تو احترام سے لیں۔ ان کی عزت کریں۔ جو حکم دیں اسے خوشی خوشی مان لیں اور ان کی خدمت کے لیے ہمیشہ تیار رہیں۔ اللہ کے نیک بندے اپنے استاد کا بہت ادب کیا کرتے تھے۔ امام ابوحنیفہؒ مشہور عالم دین اور بہت بڑے بزرگ تھے۔ وہ اپنے استاد حمادؒ کی زندگی میں کبھی ان کے گھر کی طرف پاؤں نہ پھیلائے۔ اس ڈر سے کہ ادھر پاؤں پھیلانا، کہیں اللہ کے یہاں استاد کی بے ادبی میں نہ لکھ لیا جائے۔ وہ ہر نماز میں اپنے استاد کے لیے دعا مانگا کرتے تھے۔

ہارون رشید ایک مشہور خلیفہ گزرے ہیں۔ ان کے ایک بیٹے کا نام مامون تھا۔ مامون کی پرورش بڑے لاڈ پیار سے ہوئی تھی۔ حد سے زیادہ لاڈ پیار کی وجہ سے وہ بہت شریر ہو گیا۔ محل کے نوکر اس کی شرارتوں سے تنگ آ گئے۔ بڑوں کے ساتھ بے ادبی کرتا اور کسی کی پروا

نہیں کرتا تھا۔

ہارون رشید نے اپنے بیٹے مامون کی تعلیم کے لیے ایک استاد مقرر کیا۔ استاد پڑھانے کے لیے محل گئے۔ مامون کو آواز دی، لیکن وہ پڑھنے کے لیے نہیں بیٹھا اور کھیل کود میں ہی مصروف رہا۔ استاد کی آواز سن کر بھی نہ آیا۔ ایک ملازم سے کہا گیا: ''مامون کو پکڑ کر لاؤ اور استاد کی خدمت میں پیش کرو''۔ جب وہ آ گیا تو استاد نے اس کی شرارت دیکھتے ہوئے، اسے چھ سات چھڑیاں لگائیں۔ آج تک اس نے کسی کی مار نہ کھائی تھی، لیکن استاد کے ادب سے اف تک نہ کی۔ اب وہ باادب بیٹھ کر پڑھنے لگا۔ اتنے میں ادھر سے حکومت کے وزیر جعفر کا گزر ہوا۔ مامون ادب سے بیٹھا پڑھتا رہا۔ جب وزیر چلا گیا تو استاد نے کہا: ''مامون! تم نے وزیر سے میری شکایت کیوں نہ کی''۔ مامون نے کہا: ''اے میرے اچھے استاد! آپ نے مجھے میری بھلائی کے لیے مارا تھا۔ وزیر تو وزیر، اگر خود میرے والد محترم جو کہ خلیفۂ وقت ہیں، وہ بھی تشریف لاتے یا مجھ سے پوچھتے تو میں استاد کی شکایت نہ کرتا۔''

خلیفہ ہارون رشید کے دو بیٹے تھے۔ دوسرے بیٹے کا نام امین تھا۔ ایک دن کی بات ہے۔ امین اور مامون دونوں اپنے استاد کے پاس پڑھ رہے تھے۔ اتفاق سے استاد کو کسی کام کے لیے اٹھنا پڑا۔ استاد ابھی تیار ہو کر چلنے ہی والے تھے کہ دونوں لڑکے جوتیاں سیدھی کرنے کے لیے دوڑ پڑے۔ جوتیوں کے پاس پہنچ کر دونوں جھگڑنے لگے۔ ہر ایک کی خواہش تھی کہ استاد کی جوتیاں میں سیدھی کروں۔ آخر استاد نے یہ کہہ کر جھگڑا چکا دیا کہ ایک جوتی امین

سیدھی کرے اور دوسری مامون۔ دونوں نے جوتیاں سیدھی کر کے رکھیں اور استاد انہیں پہن کر باہر تشریف لے گئے۔

ہارون رشید کو جب اس کی خبر ملی تو وہ بہت خوش ہوا۔ دونوں کو بلا کر بہت انعام دیا۔ بڑے ہو کر یہ دونوں لڑکے بھی مسلمانوں کے خلیفہ ہوئے۔

☆☆☆

سوالات:

سوال نمبر ۱: ہمیں اپنے استاد کا ادب کیوں کرنا چاہیے؟

سوال نمبر ۲: ہارون رشید کون تھے؟

سوال نمبر ۳: خلیفہ ہارون رشید کے دونوں بیٹے امین اور مامون کس بات پر جھگڑ رہے تھے؟

سوال نمبر ۴: آپ اپنے استاد کا ادب کس کس طرح کرتے ہیں؟

سوال نمبر ۵: امین اور مامون جوتیاں سیدھی کرنے کے لیے جھگڑ پڑے۔ اس جملے میں امین اور مامون نام ہیں۔ ایسے ناموں کو اسم خاص کہتے ہیں۔ اسم خاص وہ اسم ہے جس سے کسی خاص شخص، خاص جانور، خاص جگہ یا

چیز کے نام کا پتا چلے۔ایسے پانچ جملے لکھیے جس میں اسم خاص کا استعمال ہوا ہو۔

سوال نمبر۶: خالی جگہوں کو پر کیجیے:

ماں باپ کی طرح..................بھی بہت بلند ہے۔ماں باپ .... بڑا کرتے ہیں۔ہم پر ان کے بڑے............ ہیں۔استاد ہمیں پڑھنا لکھنا سکھاتے ہیں۔ہماری..................دور کرتے ہیں۔اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی.................. ہیں۔دین پر.................. ہیں۔جس طرح ماں باپ ہمارے لیے دکھ اٹھاتے ہیں،اسی طرح استاد بھی ہماری.......................کرتے ہیں۔ہم پر استاد کے بڑے احسانات ہیں۔اگر............ نہ ہوتی تو ہم جاہل رہ جاتے۔نہ..................اور نہ.................. پاتے۔اسی لیے ماں باپ کی طرح استاد کا بھی بہت احسان ماننا چاہیے۔

☆☆☆

سبق نمبر۔۱۰

علم

عبداللطیف شوقؔ، نیپال گنج

جاہلیت تیرگی ہے روشنی سے دور ہے
علم گر ہے زندگی میں زندگی پر نور ہے

کہہ رہا ہے یہ ہمالہ کا انوکھا بانکپن
ان پہاڑی وادیوں کو آج کر دو تم چمن
علم کی شمع سے روشن ہو یہاں ہر انجمن

علم کا دیپک جلانا ہی میرا مقصود ہے
علم گر ہے زندگی میں زندگی پر نور ہے

علم تو ہے ایک دریا یہ نہیں محدود ہے
علم کا پڑھنا پڑھانا ہی میرا مقصود ہے
علم تو ہے ایک نعمت دولتِ معبود ہے

علم کی خاطر ہمیں دکھ بھی ملے منظور ہے
علم گر ہے زندگی میں زندگی پر نور ہے

دیش کو جنت بنادیں یہ ہمارا دیش ہے
آیئے سب کو بتادیں یہ ہمارا دیش ہے
علم کی کلیاں کھلادیں یہ ہمارا دیش ہے

found.

علم ہے جس دیش میں وہ دیش مثلِ طور ہے
علم گر ہے زندگی میں زندگی پر نور ہے

ہے حسیں پیغام دینا آؤ اٹھیں دوستو!
سب کو جینے کا نیا انداز دیدیں دوستو!
علم کا سارے جہاں کو نور بخشیں دوستو!

علم کو سمجھیں کہ یارو یہ چراغِ طور ہے
علم گر ہے زندگی میں زندگی پر نور ہے

اہلِ دانش کی طرح گر علم سیکھیں گے نہیں
حق و باطل کا اگر ہم فرق سمجھیں گے نہیں
کفر اور توحید کا مطلب جو جانیں گے نہیں

لوگ کہہ دیں گے تمھیں یہ آدمی مغرور ہے
علم گر ہے زندگی میں زندگی پر نور ہے

ایسا نہیں اے میرے بچو! تم زمیں کی دھول ہو
ایسا نہیں اے میرے بچو! تم کسی کی بھول ہو
پھول ہو اے پیارے بچو! پھول ہو بس پھول ہو

تم بنو اس کی طرح جو نور سے معمور ہے
علم گر ہے زندگی میں زندگی پر نور ہے

☆☆☆

سوالات:

سوال نمبر۱: اس نظم کو کس نے لکھا ہے؟

سوال نمبر۲: علم کو شاعر نے زندگی کا نور کیوں کہا ہے؟

سوال نمبر۳: اپنے دیش کا نام ہم کیسے روشن کر سکتے ہیں؟

سوال نمبر۴: علم حاصل کرنے کے کیا کیا فائدے ہیں؟

سوال نمبر۵: اس نظم کو دو بچے/ بچیاں خوش الحانی سے پڑھیں اور باقی طلبہ وطالبات ساتھ میں دہرائیں:

سوال نمبر۷: درج ذیل الفاظ کی ضد لکھیے:

جاہلیت، روشنی، محدود، معبود، منظور، توحید، مغرور، پھول، جنت، نعمت۔

☆☆☆

سبق نمبر۔۱۱

ہمارا ملک

ہمارا ملک نیپال دنیا کے خوب صورت ملکوں میں شمار ہوتا ہے۔ ہمارا ملک قدرتی مناظر سے بھرا ہوا ہے۔اونچے پہاڑ، گھنے جنگلات، ہری بھری وادیاں،بہتی ندیاں اور نالے اورسرسبز وشاداب میدانی علاقے ہمارے ملک کی شان ہیں۔دنیا کےسب سےاونچے پہاڑ کی چوٹی ماؤنٹ ایوریسٹ ہمارے ملک میں ہی واقع ہے۔اس کی اونچائی۸۸۴۸ء۸۶/میٹر ہے۔ہمارے ملک کی تاریخ بہت ہی قدیم ہے۔ پرانے زمانے میں کاٹھمانڈو وادی کو ہی نیپال مانا جاتا تھا۔بعد میں گورکھا راجہ پرتھوی نارائن شاہ نے بکرم سمبت ۱۸۲۵/سال یعنی ۱۷۶۸/عیسوی میں کاٹھمانڈو پر فوج کشی کر کےاس پر قبضہ کیا، پھر دھیرے دھیرے اس ملک

کی تمام چھوٹی چھوٹی ریاستوں کو ملا کر پورے ملک کا نام نیپال رکھا۔

کہا جاتا ہے کہ لاکھوں برس پہلے کاٹھمانڈو وادی ایک جھیل کی شکل میں تھی ، پھر تیز بارش کی وجہ سے دھیرے دھیرے چاروں طرف سے گھرے پہاڑوں کے پتھر اور مٹیوں نے اسے بھر دیا اور یہ ایک وادی کی شکل میں قابل رہائش جگہ بن گئی اور انسانوں نے یہاں رہنا اور آبادی بسانا شروع کر دیا۔ اس ملک پر قدیم زمانے سے لے کر جدید زمانے تک درجنوں شاہی خاندانوں نے حکومت کی ہے مثلاً گوپال، مہیش پال، کیرانتی، لچھوی، ٹھکری، سوریہ ونشی، سوما ونشی، ملّ اور گورکھانسل کے شاہوں نے یہاں حکومت کی ہے۔ عہد قدیم سے لے

کر جدید دور کے راجاؤں نے اپنے اپنے دور میں اس ملک کو سنوارا اور اسے ترقی دی، مگر نیپال کی تاریخ میں پرتھوی نارائن شاہ سب سے مشہور حکمراں گذرے ہیں۔ ان کو متحدہ نیپال کا بانی مانا جاتا ہے۔

نیپال کی تاریخ کو چار حصوں میں بانٹا جاتا ہے۔ قدیم نیپال، عہد وسطی کا نیپال، عہد جدید کا نیپال اور جدید جمہوریہ نیپال۔ عہد قدیم کے حکمرانوں میں لچھوی دور حکومت کو ملک نیپال کا سنہرا دور مانا جاتا ہے۔ اصلاً یہ نسل ہندوستانی تھی، جو بہار کے ویشالی ضلع سے نیپال آئی اور یہاں اپنی حکومت قائم کرنے میں کامیاب ہوئی۔ اس زمانے میں آرٹ اور کلچر میں بڑی ترقی ہوئی۔ عہد وسطیٰ کے حکمرانوں میں کاٹھمانڈو میں راج کررہے ملاّ راجاؤں کو بڑی شہرت ملی۔ ملاّ عہد میں ہی کاٹھمنڈو کی دو بڑی مسجدیں پنچ تکیہ کشمیری مسجد اور نیپالی جامع مسجد تعمیر کی گئی ہیں، جو شاہی روڈ (دربار مارگ) پر واقع ہیں۔

جدید جمہوریہ نیپال کی تاریخ کا آغاز ۱۷۴۳ء سے مانا جاتا ہے، جب پرتھوی نارائن شاہ نے یہاں حکومت شروع کی، اس نے اس ملک پر ۱۷۷۵ء تک حکومت کی۔ اس خاندان کے کل ۲۱ر حکمراں ہوئے۔

نیپال میں مسلمانوں کی تاریخ اتنی ہی پرانی ہے جتنی نیپال کی عہد وسطیٰ کی تاریخ۔ ساتویں صدی عیسوی سے ہی اس ملک میں مسلمانوں کی موجودگی اور ان کی آبادی کا پتا لگتا ہے۔ عام طور پر یہاں مسلمانوں کو کئی حصوں میں تقسیم کیا جاتا ہے، بیرون ملک ہندوستان،

تبت، کشمیراور دیگر مما لک سے آئے ہوئے مسلمان، جو بالعموم تجارت پیشہ کے علاوہ کاشت کاری کرتے ہیں اور کچھ افراد فنون سپہ گری و آلات حرب وضرب کے لیے حکومت کی جانب سے مغلیہ دور حکومت میں یہاں آئے ،مغلوں کے عہد سے پہلے خلجی و تغلق زمانہ میں بھی یہاں مسلمان آئے اور یہیں آباد ہو گئے، دوسرے یہیں کی قدیم آبادی میں سے اسلام قبول کرنے والے ،نسل در نسل پرورش پانے والے اور پروان چڑھنے والے مسلمان۔ باہر سے آنے والوں کے مقابلہ میں ان کی تعداد بہت بڑی مانی جاتی ہے۔ مسلمان پورے ملک میں بسے ہوئے ہیں البتہ مسلمانوں کی آبادی کا بیشتر حصہ ترائی کے علاقوں میں مقیم ہے اور کچھ آبادی پہاڑوں میں بھی پائی جاتی ہے۔ نئے دستور میں پہلی بار مسلمانوں کی شناخت مذہبی طور پر کی گئی ہے،مسلمانوں کا ایک کمیشن بھی مسلم کمیشن کے نام پر دستوری طور پر بنایا گیا ہے۔

۲۰۰۱ء میں نارائن ہیٹی دربار میں ایک بڑا سانحہ ہوا جس میں شاہی خاندان کے تمام لوگوں کو گولی مار کر ختم کر دیا گیا اوراس وقت کے راجہ بیریندر بیر بکرم شاہ بھی مارے گئے۔اس کے بعد شاہ گیانیندر بیر بکرم شاہ تقریباً سات سالوں تک بادشاہت کی گدی پر قابض رہا۔مگر ملک کی سیاسی جماعتوں کی عوامی تحریک کی بادشاہت کے خلاف تحریک اور دیگر سیاسی پارٹیوں کے سخت ترین احتجاجی کوششوں کے ذریعہ شاہی حکومت کا خاتمہ ہوا اور ہمارے ملک کو بادشاہت سے چھٹکارا مل گیا۔ ۲۰۰۷ء میں سات پارٹیوں نے ملک کر بادشاہت کے خاتمہ اوروفاقی عوامی جمہوریت کے آغاز کا اعلان کیا، ملک کا چہرہ سیکولر قائم کیا گیا۔ ۲۰۰۸ء میں

انتخابات ہوئے اور ماؤوادی پارٹی کو اکثریت حاصل ہوئی اور اس نے جمہوریہ نیپال کا اعلان کیا اور اپنی حکومت قائم کی۔

نیپال کی تاریخ کا زریں دور عہد جدید کو ہی مانا جاسکتا ہے کیوں کہ ملک بادشاہت سے آزاد ہوا اور یہاں جمہوریت قائم ہوئی۔ ۲۰۰۸ء میں نئی اسمبلی انتخابات کے بعد بادشاہت کا کلی طور پر خاتمہ کر دیا گیا۔

ملک کے پہلے وزیر اعظم کے طور پر پشپ کمل دہال کو منتخب کیا گیا۔ ملک کا نام سیکولر وفاقی عوامی جمہوریہ نیپال رکھا گیا۔ ۲۰/ستمبر ۲۰۱۵ء کو ملک کا نیا دستور بنا اور اس کا اعلان کیا گیا۔ ملک کو اب کل سات صوبوں اور ۷۷/اضلاع میں تقسیم کیا گیا ہے۔ اسی طرح حکومت کے نظام کو بھی تین حصوں میں قائم کیا گیا ہے، مرکزی حکومت، صوبائی حکومت اور مقامی حکومت۔ مقامی حکومت کا دوسرا نام مہانگر پالیکا، نگر پالیکا، اور گاؤں پالیکا بھی ہے۔ اس طرح ہمارے ملک کا سیاسی نظام مرکزی، وفاقی و مقامی حکومتوں سے مرکب ہے۔

ہمارا ملک مذہبی اور سماجی رواداری اور خوش گوار آپسی تعلقات کے لیے معروف ہے۔ یہ دنیا کے تمام بڑے جمہوری ملکوں کے لیے ایک نمونہ ہے، یہاں مختلف مذاہب، تہذیب و ثقافت کے ماننے والے اور الگ الگ زبان بولنے والے افراد باہم دیگر مل جل کر رہتے ہیں اور ساری دنیا کو امن وشانتی کا پیغام دیتے ہیں۔

اس ملک کو جغرافیائی طور پر تین حصوں میں بانٹا جاتا ہے ہمال، پہاڑ اور ترائی۔ ہمالی

علاقوں میں ماؤنٹ ایوریسٹ (سگر ماتھا) پہاڑ کی سب سے اونچی چوٹی ہے جو سال بھر برف سے ڈھکی رہتی ہے اور صبح سویرے جب اس پر سورج کی کرنیں پڑتی ہیں تو آگ کے گولے کی مانند دہکتی ہوئی سرخ نہایت خوب صورت نظر آتی ہے۔ اسی طرح سے نیپال کے شمال میں مشرق سے مغرب تک پہاڑیوں کا ایک سلسلہ ہے، جو ہرے بھرے جنگلوں سے گھرا ہوا ہے اور نہایت حسین وجمیل منظر پیش کرتا ہے۔ تیسرا خطہ ترائی کا ہے جہاں لہلہاتی کھیتیاں اور خوب صورت جنگلات کے ساتھ ہی ندیوں اور نالوں کے پانی سے پوری زمین سبزہ زار نظر آتی ہے اور اس پورے خطے میں کاشت کاری کے ذریعہ مختلف قسم کے اناج، طرح طرح کی سبزیاں اور بہت سارے لذیذ پھل پیدا ہوتے ہیں جس سے ملک کی غذائی ضرورت پوری ہوتی ہے۔

ہمارا ملک اللہ تعالیٰ کی بے شمار نعمتوں سے بھرپور ہے، ہمیں ان نعمتوں کی قدر کرنی چاہیے، ان کا استعمال کرتے ہوئے اپنے رب کا شکر ادا کرنا چاہیے اور اپنے ملک کی سالمیت، حفاظت اور ترقی کی بھرپور کوشش کرنی چاہئے۔

☆☆☆

سوالات:

سوال نمبر۱: مضاف اور مضاف الیہ کسے کہتے ہیں؟

سوال نمبر۲: مضاف اور مضاف الیہ کی درج ذیل ترکیب کو غور سے پڑھیے اور بتائیے کہ کس کا تعلق کس سے جوڑا گیا ہے؟

نیپال کی تاریخ، پہاڑ کی چوٹی، عہد جدید کا نیپال، عہد قدیم کے حکمرانوں، ملک کی سالمیت، مسلمانوں کی آبادی

سوال نمبر۳: درج ذیل الفاظ کے معانی بتائیے:

قدرتی مناظر، وادی، فوج کشی، ریاست، عہد قدیم، عہد جدید، عہد وسطیٰ، کلچر، احتجاج، سانحہ

سوال نمبر۴: سگر ماتھا (ماونٹ ایوریسٹ) کی اونچائی کتنی ہے؟

سوال نمبر۵: نیپال کی تاریخ کو کتنے حصوں میں بانٹا جاتا ہے؟ سب کے نام بتائیے:

سوال نمبر۶: نیپال کو کتنے صوبوں اور کتنے اضلاع میں تقسیم کیا گیا ہے؟

سوال نمبر:۷ جوڑ ملائیے:

اونچے	بادشاہت کا خاتمہ
پہاڑ کی چوٹی	پہاڑ
گورکھا راجہ	ماؤنٹ ایوریسٹ (سگر ماتھا)
لچھوی دور حکومت	پرتھوی نارائن شاہ
۲۰۰۸ء	پشپ کمل دہال
پہلا وزیر اعظم	نیپال کا سنہری دور

پوکھرا شہر

پوکھرا نیپال کا خوب صورت شہر ہے۔ یہ شہر پہاڑ، ندی، نالوں، جھرنوں اور تالابوں کے قدرتی مناظر سے بھرپور دیومالائی شہر مانا جاتا ہے۔ یہ دنیا کی حسین وادیوں میں سے ایک ہے، جہاں سال بھر لاکھوں لوگ سیاحت اور سیر وتفریح کے لیے آتے ہیں اور یہاں کے حسین اور قدرتی مناظر میں کھو جاتے ہیں۔ ملک نیپال کا یہ دوسرا سب سے بڑا سیاحت کا شہر مانا جاتا ہے۔

یہاں سال کے اکثر دنوں میں بارش کی ہلکی پھوار برستی رہتی ہے۔جس کی وجہ سے یہاں کا موسم بالکل سہانا اور جادوئی ہو جاتا ہے۔ یہاں کا فیوا جھیل بہت مشہور ہے،جس کے اردگرد یہ شہر آباد ہے۔اس میں سینکڑوں لوگ روزانہ کشتیوں میں تیرتے اور کشتی بانی کرتے

نظر آتے ہیں اور اس کے اوپر پہاڑ پر پیرا گلائیڈنگ کرتے ہوئے تتلیوں کی مانند آسمان میں اڑتے نظر آتے ہیں۔ یہاں سے دنیا کی تین بڑے پہاڑوں کی اونچی چوٹیاں دھولا گیری، انّا پورنا اور مناسلو نظر آتی ہیں۔ ماچھا پوچھرے (مچھلی کی دم) جو ایک پہاڑ کی اونچائی ہے، اس شہر کی خوب صورت نشانی مانی جاتی ہے اور دیکھنے میں بہت حسین اور دلکش ہے۔ مہیندر غار، چمگادڑ گوفہ (غار)، بیگناس جھیل، روپا جھیل اور ڈیوس فال یہاں کی بہت مشہور جگہیں ہیں، جو سیاحوں کے من کو بھاتی ہیں اور دنیا بھر سے لوگ ان خوب صورت مناظر کا نظارہ کرنے آتے ہیں۔

not found.

پوکھرا شہر کے شمال مغرب میں خوب صورت پہاڑ سارنگا کوٹ نظر آتا ہے۔ سارنگا کوٹ فیوا جھیل سے شمال کے حصہ میں ایک پہاڑی چوٹی ہے، جو صبح میں ایک حیرت انگیز اور

مسحور کن گردن کے ہالہ (پنورما) جیسا منظر پیش کرتا ہے، جس کی اونچائی پر سفید برف سے ڈھکا ہوا انّ پورنا کی چوٹی ہے اور اس کے ارد گرد خوب صورت سبز وادی دکھائی دیتی ہے۔ فیوا جھیل کے شمالی سرے پر نظر آنے والی پہاڑی پر آپ کو ایک مجسمہ (ورلڈ پیس اسٹوپا) مل جائے گا۔ یہاں سے آپ پورے پوکھرا شہر اور انّ پورنا ہمالیہ کے ساتھ فیوا جھیل کا ایک حیرت انگیز نظارہ دیکھ سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ دریائے سیتی و گنڈکی نے اس شہر کی خوب صورتی اور حسن میں چار چاند لگا دیا ہے اور اس کے آس پاس کی گھاٹیوں کو ایک انوکھا شہر بنا دیا ہے۔ یہ ندیاں اونچائی سے نیچے کی طرف لہراتی بل کھاتی اور تیز بہتی ہوئی گویا سناٹے میں گھوڑوں کے ٹاپوں کی آواز پیدا کرتی ہیں اور اپنے ساتھ ڈھیر سارے پتھر اور ریت بہا لے جاتی ہیں۔ رات میں اس کے قریب کا منظر سائیں سائیں کی آوازوں سے ڈراؤنا لگتا ہے۔ مگر جب صبح کے وقت اس کے قریب جاؤ تو ایسا لگتا ہے جیسے کوئی ماں مدھم آواز میں اپنے بچے کی پیٹھ پر تھپکی دے رہی ہو۔

پوکھرا شہر میں ہی چپلے ڈھونگا نامی ایک معروف علاقہ ہے، جہاں مسلمانوں کی آبادی ہے۔ وہاں ایک خوب صورت اور پرانی مسجد ہے جس میں مسلمان نماز ادا کرتے ہیں۔ پوکھرا بازار سے پورب دو کیلو میٹر کی دوری پر ایک اور بستی ہے جس کا نام اوڈہر میاں پاٹن ہے، جو اپنی آبادی کے لحاظ سے تین سو سال سے زیادہ پرانی بستی مانی جاتی ہے، یہاں بھی ایک قدیم مسجد کی تعمیر تقریباً تین سو سال پہلے ہوئی تھی۔

پوکھرا شہر گنڈکی صوبہ کی راجدھانی ہے۔ اس شہر میں ایک خوب صورت ایئر پورٹ بھی

ہے۔ یہ شہر سیاحت کے لیے پوری دنیا میں مشہور ہے۔ کاٹھمانڈو شہر کے بعد سب سے زیادہ سیر وتفریح کے لیے دنیا بھر سے لوگ یہیں آتے ہیں اور سیاحوں کے لیے اس شہر میں ہوٹلوں کا جال بچھا دیا گیا ہے۔ یہاں ہر قسم کے ہوٹل پائے جاتے ہیں، کم خرچ والے، متوسط اور بہت مہنگے، تھری اسٹار، فور اسٹار اور فائیو اسٹار ہوٹل کے ساتھ ہی سیاحوں کے من پسند انواع واقسام کے کھانے پینے کی چیزیں ملتی ہیں۔ یہاں کے بازار میں مختلف قسم کے کپڑے، برتن، پوشاک، دست کاری کے نمونے، قدیم زمانے کے نوادرات، پرانے سکے، پیتل کے نایاب برتن اور سیاحوں کے لیے لبھانے والے بہت سے ہاتھ سے بنے مخطوطات بھی ملتے ہیں۔ خوب صورت اور قدرتی مناظر کا ایک شاہکار شہر پوکھرا، جو اپنے حسن اور رعنائی میں سوئزرلینڈ سے کم نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کبھی موقع دے تو آپ بھی اس شہر کی سیاحت کو جائیں اور اس حسین وجمیل مناظر سے لطف اندوز ہوں۔

☆☆☆

سوالات:

سوال نمبر ۱: درج ذیل الفاظ کے معانی بتایئے:

اسٹوپا، جھیل، دیومالائی، قدرتی مناظر، انواع واقسام،

شاہکار، مخطوطات، سیاحت، دست کاری، لطف اندوز ہونا

سوال نمبر ۲: پیرا گلائیڈ کسے کہتے ہیں؟ استاد کی مدد سے اس کی وضاحت کیجیے:

سوال نمبر ۳: پوکھرا شہر کی مشہور جگہوں کے نام بتایئے:

سوال نمبر ۴: آپ نے اس سے پہلے کوئی تعلیمی زیارت کی ہے؟ تو ایک صفحہ میں اس کی معلومات قلمبند کیجیے:

سوال نمبر ۵: پوکھرا شہر کس صوبہ کی راجدھانی ہے؟

سوال نمبر ۶: پوکھرا شہر کی دو مشہور مسجدیں کس بستی میں واقع ہیں؟

سوال نمبر ۷: خالی جگہوں کو پر کیجیے:

پوکھرا شہر............ پردیس کی راجدھانی ہے۔ اس شہر میں ایک خوب صورت .... بھی ہے۔ یہ شہر.................. دنیا میں مشہور ہے۔ کاٹھمانڈو شہر کے بعد سب سے زیادہ............ کے لیے دنیا بھر سے لوگ یہیں آتے ہیں اور.................. اس شہر میں ہوٹلوں کا جال بچھا دیا گیا ہے۔ یہاں ہر.......................... جاتے ہیں، کم خرچ والے، متوسط اور بہت مہنگے، تھری اسٹار، فوراسٹار اور فائیو اسٹار ہوٹل کے ساتھ ہی سیاحوں کے .... کے کھانے پینے کی چیزیں ملتی ہیں۔

☆☆☆

والدین کے حقوق

اللہ تعالیٰ کے حقوق کے بعد سب سے زیادہ حقوق ماں باپ کے ہیں۔ اللہ نے اِن کے حقوق سب پر مقدم رکھے ہیں کیوں کہ اِن ہی دونوں ہستیوں نے ہماری پیدائش کی پہلی گھڑی سے سن شعور کو پہنچنے تک ہمارے دکھ سکھ کو اپنا دکھ سکھ سمجھا۔ ہماری تربیت کی اور ہمیں دین کی تعلیم دی، تا کہ ہم اپنے اللہ کے حقوق اور اپنے پیارے رسول ﷺ کے حقوق سمجھ سکیں۔ ہم اس دنیا کی زندگی میں کوئی ایسی بات نہ کریں جو اللہ اور رسول ﷺ کی مرضی کے خلاف ہو۔

ہماری والدہ صاحبہ نے ہمیں اپنے پیٹ میں نو مہینے تک رکھا۔ اس مدت میں انہوں نے بیسیوں قسم کی تکلیفیں اٹھائیں۔ ہماری ماں نے ہماری دیکھ بھال کرنے اور ہمیں آرام پہنچانے میں کوئی کوتاہی نہ کی۔ انہوں نے ہماری خاطر اپنا عیش و آرام تج دیا۔ کوئی غذا ایسی نہ

کھائی کہ جس کے باعث ہمیں نقصان پہنچ جائے۔اس کے علاوہ ہمیں نجاستوں سے پاک کرنا،ہمیں سردی،گرمی اور بارش سے بچانا،ہماری چھوٹی سی چھوٹی تکلیف میں بے چین ہوکر دوا علاج کی فکر کرنا،یہ سب ہماری ماں کے معمولات میں داخل تھا۔

ہمارے والد صاحب نے بھی ہمارے لیے کچھ کم محنت نہ کی۔ہماری ذرا سی بیماری میں ان کی دوڑ دھوپ،ہماری معمولی چوٹ پر ان کی بے چینی،ہماری بے جا ضد پر ان کا تحمل،یہ سب وہ باتیں ہیں،جن کو بھلایا نہیں جا سکتا ہے۔پھر جس دل سوزی و محبت اور ہم دردی سے انہوں نے ہماری تعلیم و تربیت کا بندوبست کیا اور ہماری آئندہ زندگی کے لیے جتنے بہتر منصوبے بنائے،کیا والد صاحب کے علاوہ کوئی ہمارے لیے اس قدر فکر مند ہوتا ہے؟

Ahmad\Urdu\Maan.jpg not found.

سچ تو یہ ہے کہ ہم ان کی بے پناہ محبتوں اور بے انتہا عنایتوں کا شکریہ ادا نہیں کر سکتے۔ والدین کے احسانات کو ہم شمار بھی نہیں کر سکتے۔اسی لیے اللہ تعالیٰ نے ماں باپ کا بڑا درجہ رکھا

ہے۔ ہمیں حکم ہے کہ والدین کے کسی حکم پر ناراض نہ ہوں۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے کہ: ''نماز کو وقت پر ادا کرنا اور ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کرنا اور اللہ کی راہ میں جہاد کرنا، یہ سب نیکیوں سے بڑھ کر نیکی ہے۔''

عورت فطری طور پر کم زور پیدا کی گئی ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اسے محبت کا جو بیش بہا خزانہ عطا کیا ہے، یہی اس کی طاقت ہے۔ اسی طاقت کے بل پر وہ سخت سے سخت حالات میں بھی اپنے بچے کی پرورش کرتی ہے۔ وہ بچے کی حفاظت اور اس کے آرام و راحت کا خیال کر کے ہر تکلیف بخوشی گوارا کر لیتی ہے۔ ایک ماں کا اپنے بچے سے بے پناہ محبت کرنا ہی وہ بڑی صفت ہے جو باپ کے مقابلہ میں اس کے حقوق زیادہ ثابت کرتی ہے۔ ہمارے پیارے نبی ﷺ نے فرمایا ہے کہ: ''اگر ماں باپ دونوں ایک ساتھ آواز دیں تو پہلے ماں کی بات سنو، پھر باپ کی۔ یعنی ماں کی زیادہ سے زیادہ خدمت کرو اور اس کی کہی ہوئی بات زیادہ سے زیادہ مانو۔

ایک بار ایک شخص نے اللہ کے رسول ﷺ سے پوچھا کہ: "میرے اچھے سلوک کا سب سے زیادہ مستحق کون ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تیری ماں۔'' اس نے کہا: ''اس کے بعد؟ آپ ﷺ نے دوبارہ فرمایا: ''تیری ماں''۔ اس نے کہا: ''پھر اس کے بعد؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تیری ماں''۔ چوتھی بار اس کے دریافت کرنے پر آپ ﷺ نے فرمایا: ''تیرا باپ۔''

نبی اکرم ﷺ نے ماں کی خدمت اور اس کا حکم بجالانے میں ہمیں جنت کی خوش خبری

دی ہے اور فرمایا ہے: ''جنت ماؤں کے قدموں کے نیچے ہے''۔ماں باپ کی نافرمانی اسی وقت جائز ہوسکتی ہے، جب ان کا حکم اللہ اور رسول ﷺ کے احکام کے خلاف ہو۔صرف اسی صورت میں ان کی نافرمانی کی جا سکتی ہے، باقی سارے معاملات میں ان کی فرماں برداری ضروری ہے۔

جو بچے اپنے ماں باپ کی عزت کرتے ہیں، ان کی خدمت کرتے ہیں اور ان کو خوش رکھتے ہیں، وہ کامیاب ہوتے اور دوسرے لوگ بھی ان کی عزت کرتے ہیں۔اللہ تعالیٰ ایسے بچوں سے خوش ہوتا ہے، جو اپنے والدین کی فرماں برداری کرتے ہیں اور ان کو مرنے کے بعد جنت میں جگہ دے گا۔

☆☆☆

مشق وتمرین:

ا۔ درج ذیل الفاظ کے معانی یاد کر کے سنایئے:

الفاظ	:	معانی
مقدم	:	وہ کام جسے پہلے کیا جائے، واجب، لازمی
حقوق	:	اختیارات، واحد حق
تربیت	:	پرورش، تعلیم، اخلاق وتہذیب سکھانا
تج دینا	:	چھوڑ دینا، دست بردار ہونا،
معمولات	:	روزمرہ کا کام، واحد معمول
عہدہ برآ ہونا	:	فرض ادا کرنا
بیش بہا	:	قیمتی، بہترین
گوارا کرنا	:	برداشت کرنا، ماننا، منظور کرنا
فرماں برداری کرنا	:	حکم ماننا

۲۔ مندرجہ ذیل سوالوں کا جواب دیجیے:

سوال نمبر ا: اللہ کے حقوق کے بعد ماں باپ کے حقوق کیوں مقدم ہیں؟

سوال نمبر ۲: ماں اور باپ کے حقوق میں ماں کے حقوق کو کیوں ترجیح حاصل ہے؟

سوال نمبر ۳: والدین کے ہم پر کیا کیا حقوق ہیں؟

سوال نمبر ۴: ہم والدین کی خدمت کس طرح کر سکتے ہیں؟

سوال نمبر ۵: آپ اپنے والدین کی کون کون سی خدمت کر سکتے ہیں؟

۳۔ درج ذیل الفاظ میں سے واحد کی جمع اور جمع کی واحد بنایئے:

حقوق،احسانات،　شرط،　نقصان،　معمولات،　فکر،　قدموں

۴۔درج ذیل الفاظ کو جملوں میں استعمال کیجیے:

دکھ سکھ،　تج دینا،　منصوبہ،　خوش خبری،　بیش بہا

۵۔درج ذیل الفاظ میں کون مذکر ہے اور کون مونث؟ اس کی پہچان کیجیے:

پیدائش،　شعور،　تعلیم،　نبی،　والدہ،　تکلیف

☆☆☆

حضرت آدم علیہ السلام

حضرت آدم علیہ السلام سب سے پہلے انسان ہیں۔ان کو اللہ نے پیدا کیا اوران کی صورت بنائی۔ان کو بہت سی چیزوں کے نام سکھائے اورانہیں علم سے نوازا۔اسی وجہ سے وہ فرشتوں سے بھی افضل ہوگئے۔اللہ نے فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم کوسجدہ کرو۔سب نے سجدہ کیا لیکن ابلیس نے سجدہ سے انکار کردیااوروہ حضرت آدمؑ کا دشمن ہوگیا۔

اللہ نے حضرت حواعلیھا السلام کو بھی پیدا کیا اور کہا اے آدم! یہ تمہاری بیوی ہے۔تم دونوں جنت میں رہو۔ جنت کی اچھی اچھی چیزیں کھاؤ اور جہاں چاہو آرام سے رہو۔سنو! جنت میں ایک درخت ہے،اس کے قریب نہ جانا۔لیکن ابلیس نے حضرت آدمؑ وحضرت حواؑ

عدونوں کو بہکایا اور دونوں نے اس درخت کا پھل کھالیا۔ جس سے اللہ ناراض ہوگیا۔ تب آدمؑ وحواؑ بہت شرمندہ ہوئے۔ اللہ سے توبہ کی اور دعا مانگی کہ اے ہمارے رب! ہم دونوں سے بڑی بھول ہوگئی ہے۔ ہم نے اپنی جانوں پر بڑا ظلم کیا ہے۔ اے ہمارے رب! اگر تو نے ہمیں معاف نہ فرمایا اور ہم پر رحم نہ فرمایا۔ تو ہم یقیناً بہت نقصان اٹھانے والے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کی توبہ کو قبول فرمالیا اور انہیں معاف فرمادیا۔

حضرت آدم اور حضرت حواؑ جنت میں لمبے عرصے تک رہے۔ حضرت آدم علیہ السلام کو زمین پر خلیفہ بنانے کے لیے پیدا کیا گیا تھا۔ اس لیے اللہ نے حضرت آدمؑ اور حضرت حواؑ کو زمین پر اتار دیا اور کہا یہ زمین بڑی کشادہ ہے۔ اس میں تمہاری زندگی کا سارا سامان ہے۔ جہاں چاہو آباد ہو جاؤ۔ میری ہدایت قبول کرو گے اور میرے دین پر چلو گے، تو کامیاب رہو گے اور مرنے کے بعد پھر جنت میں داخل کر دیا جائے گا۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے ان کا قصہ بیان فرمایا ہے۔ دادا آدمؑ اور دادی حواؑ کو اللہ نے بہت سارے بیٹوں اور بیٹیوں سے نوازا اور ان ہی کی نسل سے آج پوری دنیا آباد ہے۔ ہم سب دادا آدم اور دادی حوا کی اولاد ہیں۔ دنیا کے سارے انسان بھائی بھائی ہیں۔ اس لیے خاندان اور نسب، رنگ اور وطن یا زبان کی وجہ سے کوئی کسی سے چھوٹا یا بڑا نہیں ہوتا ہے۔ بلکہ نیکی، تقویٰ اور اچھے اعمال کرنے سے انسان بڑا ہوتا ہے۔ اللہ ہمیں زیادہ سے زیادہ اچھے اور نیک کام کرنے کی توفیق دے۔ آمین! ☆☆☆

سوالات:

سوال نمبر۱: حضرت آدم علیہ السلام کون ہیں؟

سوال نمبر۲: اللہ نے انسان کو سب سے پہلا تحفہ یا نعمت کیا دی ہے؟

سوال نمبر۳: ابلیس نے حضرت آدم کو سجدہ کیوں نہیں کیا تھا؟

سوال نمبر۴: ہم سب کس کی اولاد ہیں؟

سوال نمبر۵: درج ذیل الفاظ کے معانی یاد کیجیے:

فرشہ، خلیفہ، ابلیس، حوا، ہدایت، سجدہ، تقویٰ، نسب، شرمندہ، توبہ

سوال نمبر۶: خالی جگہوں کو پر کیجیے:

ہم سب دادا آدم اور دادی حوا کی............ ہیں۔ دنیا کے سارے انسان............ ہیں۔ اس لیے خاندان اور نسب، رنگ اور وطن یا............ کی وجہ سے کوئی کسی سے............ نہیں ہوتا ہے۔ بلکہ نیکی ، تقویٰ اور........................ انسان بڑا ہوتا ہے۔ اللہ ہمیں زیادہ سے زیادہ............ کام کرنے کی توفیق دے۔ آمین!

☆☆☆

خانۂ کعبہ کی تاریخ

خانۂ کعبہ مسجد حرام کے وسط میں ایک عمارت ہے، جو مسلمانوں کا قبلہ ہے۔ جس کی طرف رخ کر کے مسلمان نماز ادا کرتے ہیں۔ اسے کعبہ، حرم اور بیت اللہ بھی کہا جاتا ہے۔ یہ دنیا کا مقدس ترین مقام ہے۔ صاحب استطاعت مسلمانوں پر زندگی میں ایک مرتبہ بیت اللہ کا حج کرنا یعنی اللہ کے اس گھر کی زیارت کرنا فرض ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا تعمیر کیا ہوا خانہ کعبہ بغیر چھت کے ایک عمارت تھی، جس کے دونوں طرف دروازے لگے تھے۔ جن سے ہر خاص و عام کو گذرنے کی اجازت تھی۔ اس کی تعمیر میں پتھر استعمال ہوئے تھے۔ اس کی بنیادوں میں آج بھی وہی پتھر ہیں جو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے رکھے تھے۔

قریش نے بیت اللہ کے شمال کی طرف تین ہاتھ جگہ چھوڑ کر عمارت کو مکعب نما (یعنی کعبہ) بنا دیا تھا۔ وجہ یہ بتائی جاتی ہے کہ اس وقت روپے پیسے کی کمی تھی کیوں کہ صرف حلال کی کمائی سے بیت اللہ کی تعمیر کرنی تھی۔ لیکن انہوں نے اس پر چھت بھی ڈال دی تا کہ اوپر سے بھی محفوظ رہے۔ مغربی دروازہ بند کر دیا گیا جب کہ مشرقی دروازے کو زمین سے اتنا اونچا کر دیا گیا کہ صرف خواص ہی قریش کی اجازت سے اندر جا سکیں۔ اب خانہ کعبہ میں بڑا سا دروازہ اور تالا بھی لگا دیا گیا، جو سردارانِ مکہ کے مزاج اور سوچ کے مطابق تھا۔ نبی ﷺ جو اس کی تعمیر میں شامل تھے اور حجر اسود کو اپنی ہاتھوں سے اس کی جگہ پر رکھا تھا۔ آپ ﷺ کی خواہش تھی کہ بیت اللہ کو ابراہیمی تعمیر کے مطابق ہی بنایا جائے۔

not found.

خانہ کعبہ کے اندر تین ستون ہیں۔ باب کعبہ کے ٹھیک دوسری جانب ایک اور دروازہ تھا، دیوار میں اب بھی نشان نظر آتا ہے یہاں نبی پاک ﷺ نماز ادا کیا کرتے تھے۔ کعبہ کے

اندر رکن عراقی کے پاس باب توبہ ہے۔المونیم کی ۵۰ رسیڑھیاں ہیں جو کعبہ کی چھت تک جاتی ہیں۔چھت پر سوا میٹر کا شیشے کا ایک حصہ ہے جو قدرتی روشنی اندر پہنچاتا ہے۔کعبہ کے اندر کا حصہ سنگ مرمر سے تعمیر ہوا ہے اور باہر سے قیمتی پردے لٹکے ہوئے ہیں۔

کعبہ کی موجودہ عمارت ۱۹۹۶ء میں تعمیر کی گئی تھی اور اس کی بنیادوں کو نئے سرے سے بھرا گیا تھا۔کعبہ کی سطح مطاف سے تقریباً دو میٹر بلند ہے جب کہ اس کی عمارت ۱۴ رمیٹر اونچی ہے اور اس کی دیواریں ایک میٹر سے زیادہ چوڑی ہیں۔

کعبہ میں داخل ہونے کے لیے صرف ایک دروازہ ہے جسے باب کعبہ کہا جاتا ہے۔ باب کعبہ زمین یا حرم کے فرش سے کافی اوپر ہے۔باب کعبہ ۱۹۴۲ء میں ابراہیم بدر نے چاندی کا بنایا تھا۔ابراہیم بدر کے بیٹے احمد بن ابراہیم بدر نے بعد میں سونے کا دروازہ بنایا۔ یہ سنہری دراوزہ تقریباً ۳۰۰ رکلوگرام سونے سے تیار کیا گیا ہے۔

خانہ کعبہ کے شمال کی سمت ایک دیوار ہے جس کے باہر سے طواف کیا جاتا ہے، اسے حطیم کہتے ہیں۔ یہ دیوار پہلے خانہ کعبہ میں شامل تھی۔صحیح مسلم میں ہے:''حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اکرم ﷺ سے حطیم کے بارے میں سوال کیا کہ کیا یہ بیت اللہ کا ہی حصہ ہے؟ تو نبی ﷺ نے جواب دیا جی ہاں!، حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں۔ میں نے پوچھا کہ اسے پھر بیت اللہ میں داخل کیوں نہیں کیا گیا؟ تو نبی ﷺ کا جواب تھا کہ تیری قوم کے پاس خرچہ کے لیے رقم کم پڑ گئی تھی۔ میں نے کہا

کہ بیت اللہ کا دروازہ اتنا اونچا کیوں ہے؟ نبی ﷺ نے جواب دیا تیری قوم نے اسے اونچا اس لیے کیا تا کہ وہ جسے چاہیں بیت اللہ میں داخل کریں اور جسے چاہیں داخل نہ ہونے دیں۔ اگر تیری قوم والوں کا ایمان نیا نہیں ہوتا اوران کے دل اس بات کو تسلیم کرنے سے انکار نہیں کرتے تو میں حطیم کو بیت اللہ میں شامل کر دیتا اور دروازہ زمین کے برابر کر دیتا''۔

کعبہ سے ٹھیک مشرق کی جانب چند قدم کے فاصلہ پر مقام ابراہیم ہے۔ یہ وہ پتھر ہے جو بیت اللہ کی تعمیر کے وقت حضرت ابراہیمؑ نے اپنے قد سے اونچی دیوار قائم کرنے کے لیے استعمال کیا تھا تا کہ وہ اس پر کھڑے ہو کر دیوار تعمیر کر سکیں۔ مقامِ ابراہیم سونے کی ایک جالی میں بند ہے۔ طواف کے بعد یہاں دو رکعت نفل نماز پڑھنے کا حکم ہے۔

کعبہ کے جنوب مشرقی کونے پر نصب تقریباً اڑھائی فٹ قُطر کے چاندی میں جڑے ہوئے سیاہ پتھر کو حجرِ اسود کہا جاتا ہے۔ تعمیر ابراہیمی کے وقت جنت سے حضرت جبریل علیہ السلام اسے لائے تھے۔ حجرِ اسود سے ہی کعبہ کا طواف شروع ہوتا ہے۔ طواف کے دوران ہر چکر پر اگر ممکن ہو تو حجرِ اسود کو بوسہ دینا چاہیے، ورنہ دور سے ہی ہاتھ کے اشارے سے بوسہ دیا جا سکتا ہے۔

مسجد حرام میں کعبہ کے جنوب مشرق میں حجر اسود کے ٹھیک سامنے تہ خانے میں آبِ زمزم کا کنواں ہے، جو حضرت ابراہیمؑ اور حضرت ہاجرہؓ کے شیر خوار بیٹے حضرت اسماعیلؑ کی یادگار ہے، جسے اللہ تعالیٰ نے ایک معجزہ کی صورت میں بے آب و گیاہ پہاڑی میں جاری کیا۔

یہ کنواں پہلے سوکھ گیا تھا۔ پھر نبی ﷺ کے دادا عبد المطلب نے دوبارہ کھدوایا تھا، جو آج تک جاری ہے۔ ۱۹۵۳ء تک پانی ڈول کے ذریعہ نکالا جاتا تھا مگر اب مسجد حرام کے اندر اور باہر مختلف مقامات پر آب زمزم کے پائپ لگا دیے گئے ہیں۔ حکومت کی جانب سے زمزم کا پانی مسجد نبوی میں فراہم کیا جاتا ہے اور زمزم سے بھرا ہوا گیلن ہر مارکیٹ میں ملتا ہے۔ دنیا بھر سے عمرہ اور حج پر جانے والے لوگ زمزم اپنے ساتھ لاتے ہیں۔

....

سوالات:

سوال نمبر ۱: درج ذیل الفاظ کے معانی یاد کیجیے:

کعبہ، استطاعت، مکعب نما، حجر اسود، رکن، رقم، طواف، قُطر، خواص

سوال نمبر ۲: درج ذیل الفاظ کے معانی لکھیے اور اپنے جملوں میں استعمال بھی کیجیے:

مقدس، سنگ مرمر، بے آب و گیاہ، معجزہ، عمرہ، تہ خانہ، شیر خوار، قبلہ۔

سوال نمبر ۳: حطیم کسے کہتے ہیں؟

سوال نمبر ۴: مقام ابراہیم کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟

سوال نمبر۵:	خالی جگہوں کو سامنے دیے گئے الفاظ سے پر کیجیے:

ا۔ خانہ کعبہ..........میں واقع ہے۔(مکہ۔مدینہ)

۲۔خانہ کعبہ کو پہلی بار حضرت..................نے تعمیر کیا۔(اسماعیل۔ابراہیم۔محمد ﷺ)

۳۔حطیم خانہ کعبہ کا حصہ..................۔(ہے۔نہیں ہے)

۴۔مقام ابراہیم خانہ کعبہ کے........................میں ہے۔(مغرب۔مشرق۔شمال)

۵۔کعبہ کا دروازہ..................کا بنا ہوا ہے۔(سونا۔چاندی)

۷۔مقام ابراہیم کی جالی...........کی ہے۔(چاندی۔سونے)

سوال نمبر٦:	اسم اور فعل کی تعریف یاد کیجیے:

(الف) اسم وہ کلمہ ہے جو اکیلا اپنے معنی دے اور اس میں کوئی زمانہ (حال، ماضی اور مستقبل) نہ پایا جائے۔

(ب)فعل وہ کلمہ ہے جس سے کسی کام کا ہونا یا کرنا یا نہ ہونا اور نہ کرنا، سمجھا جائے اور اس میں تینوں زمانوں ماضی،حال اور مستقبل میں سے ایک پایا جائے۔

سوال نمبر۷:	اس سبق سے پانچ اسم اور پانچ فعل تلاش کر کے لکھیے:

☆☆☆

فیوا جھیل

سید احمد عروج قادری

رواں دامنِ کوہ میں ایک جھیل　　دل آویز و دلکش ، حسین و جمیل
چلیں کشتیاں ڈولتی بولتی　　ترنم سے کانوں میں رَس گھولتی
پہاڑوں کے منظر دکھاتی ہوئی　　بڑھیں کشتیاں ڈگمگاتی ہوئی
پہاڑوں کی وہ چوٹیاں برف پوش　　فلک بوس ، ساکن ، سراپا خموش

found.

وہ چپو کی چپ چپ سناتی ہوئی — بڑھیں کشتیاں گنگناتی ہوئی
یہ سبزہ ، یہ پودے ، یہ مخمل سی گھاس — کہ بجھتی نہیں ہے نظر کی پیاس
نمو کا پہاڑوں پہ اتنا ہے جوش — کہ بن گئے سبز گوں جامہ پوش
انہیں دیکھ کر چونکتے ہیں حواس — نگاہوں میں کھبتا ہے ان کا لباس
یہ منظر یہ جلوہ یہ کوہ و قمر — کہ بھرتی نہیں اِن سے میری نظر
یہ دریائے جیحوں نہ دریائے نیل — یہ ہے دامن کوہ کی ایک جھیل
مگر کتنی گہری ہے کتنی طویل — یہ کس کا نشاں ہے یہ کس کی دلیل
یہ تخلیق محکم یہ اونچے جبال — یہ اک آیت خالق ذو الجلال
پہاڑوں کی کس نے جمائی اساس — عطا کس نے اِن کو کیا یہ لباس
میرے دل میں یادِ خدا آگئی — مری روح پر کیفیت چھاگئی
خیال اُن کا آیا نظر رُک گئی — جبیں اُن کے قدموں پہ پھر جھک گئی

☆☆☆

سوالات:

سوال نمبر ۱: درج ذیل الفاظ کے معانی یاد کیجیے:

کوہ، دل آویز، برف پوش، سراپا، چپو، نمو، جامہ پوش، گھٹتا، اساس، جبیں

سوال نمبر ۲: فیوا جھیل کس شہر میں ہے؟

سوال نمبر ۳: فیوا جھیل کی خوب صورتی کے بارے میں شاعر نے کیا کہا ہے؟

سوال نمبر ۴: فیوا جھیل کا حسین منظر دیکھ کر شاعر کو کس بات کا احساس ہوا؟

سوال نمبر ۵: درج ذیل الفاظ کو اپنے جملوں میں استعمال کیجیے:

کشتیاں، تخلیق، منظر، کیفیت، برف پوش، فلک بوس

☆☆☆

حُسنِ تدبیر

جب نبی اکرم ﷺ کی عمر ۳۵ / برس کی تھی۔ تو اس زمانہ میں مکہ معظّمہ والوں کو خیال ہوا کہ خانہ کعبہ کی مرمت کرائیں، کیوں کہ اس کی عمارت شہر مکہ کے جس حصہ میں تھی، وہ جگہ شہر سے بہت نشیب میں تھی۔ اس لیے برسات میں بارش کا پانی بہہ کر اسی طرف آتا تھا اور پہلے سے جو بند بندھا ہوا تھا وہ ٹوٹ جاتا تھا۔ اس وجہ سے خانۂ کعبہ کی عمارت کم زور ہوگئی تھی اور اس کی مرمت ضروری ہوگئی تھی۔

عرب کعبہ کو اللہ کا گھر کہتے تھے اور ہر سال اس کی زیارت کے لیے بیرون مکہ سے بڑی تعداد میں لوگ آتے تھے۔ کعبہ کی عزت بہت قدیم زمانے سے عرب کے لوگوں میں قائم تھی۔ اس لیے جب اس کی نئی تعمیر کی رائے بنی تو سب قبائل نے اس میں حصہ لیا۔ خود ہمارے

حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ بھی اس تعمیر کے کام میں شریک ہوئے۔ اپنے کاندھوں پر پتھر ڈھوڈھو کر لاتے تھے۔ جب ٹوٹا ہوا حصہ بن گیا اور تعمیر کا کام مکمل ہو گیا تو سب سے آخر میں حجر اسود کو اپنی جگہ رکھنے کی نوبت آئی۔ اس مرحلہ میں سرداران قریش کے درمیان اختلاف ہو گیا۔ ہر قبیلہ کے سردار کی خواہش تھی کہ یہ عظیم کام اُس کے ہاتھوں انجام پائے اور یہ شرف اُسی کو حاصل ہو۔

چار دنوں تک اس مسئلہ کا کوئی حل سامنے نہ آیا اور سب سرادارن اپنی ضد پر اڑے ہوئے تھے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ حجر اسود کے لیے سرخ خون کی ندیاں بہہ جائیں گی اور خانہ کعبہ کی حرمت تار تار ہو جائے گی۔ آخر پانچویں دن قریش کے ایک بزرگ سردار جس کا نام ابوامیہ بن مغیرہ مخزومی تھا، اس نے یہ رائے دی کہ کل صبح سویرے جو شخص سب سے پہلے حرم میں تشریف لائے، وہی اس جھگڑے کا فیصلہ کرے اور اس کا فیصلہ سب کے لیے تسلیم کرنا لازمی قرار پائے۔

دوسرے روز مکہ کے سرداران سویرے سویرے آئے، مگر دیکھا کہ سب سے پہلے ہمارے حضرت محمد ﷺ پہلے سے پہونچے ہوئے ہیں۔ دیکھتے ہی سب خوشی سے اچھل پڑے اور یک زبان ہو کر بولے: ''امین آگئے، امین آگئے۔ یہ جو فیصلہ فرمادیں ہم سب کو منظور ہے''۔

اگر حضرت محمد ﷺ چاہتے تو تنہا ہی یہ کام نجام دے سکتے تھے اور خود اپنے ہاتھوں سے

حجر اسود کو متعین مقام پر نصب فرما دیتے۔ لیکن حضرت محمد ﷺ نے سب کی خاطر داری کے خیال سے یہ تدبیر نکالی کہ اپنی چادر زمین پر بچھا دی اور وہ پتھر اٹھا کر چادر کے بالکل درمیان میں رکھ دیا۔ پھر ہر قبیلہ کے ایک ایک سردار کو بلا کر کہا کہ چادر کے کنارے پکڑ کر اٹھاؤ اور کعبہ کے پاس لے چلو۔ سب نے چادر کا ایک ایک کونہ پکڑ کر اٹھالیا اور اس جگہ تک لے آئے، جہاں کعبہ کی دیوار میں اُسے نصب کرنا تھا۔ اس کے بعد ہمارے حضرت محمد ﷺ نے اُس پتھر کو اٹھا کر کعبہ کی دیوار میں اُس جگہ رکھ دیا، جہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اُس کو رکھا تھا۔

آپ ﷺ کی اس تدبیر سے سب لوگ خوش ہو گئے۔ سرداران مکہ کو بھی اطمینان ہو گیا اور شہر کے باشندوں کو خوشی ہوئی کہ وہ ایک خوں ریز لڑائی سے بچا لیے گئے۔ اسی وقت سے مکہ والے حضرت محمد ﷺ کو امین کہہ کر پکارنے لگے اور آپ ﷺ کو بڑی قدر کی نگاہوں سے دیکھا جانے لگا۔

....

سوالات:

سوال نمبر۱: درج ذیل الفاظ کے معانی یاد کیجیے:

نشیب، مرمت، تدبیر، نوبت، شرف، قبیلہ، حرمت، تارتار ہونا، امین، متعین، نصب کرنا، خوں ریز، قدر

سوال نمبر۲: خانہ کعبہ کی تعمیر کی ضرورت کیوں پیش آئی تھی؟

سوال نمبر۳: خانہ کعبہ کی تعمیر کے وقت حضرت محمد ﷺ کی عمر کیا تھی؟

سوال نمبر۴: حجر اسود رکھنے کے لیے حضرت محمد ﷺ نے کیا تدبیر اپنائی تھی؟

سوال نمبر۵: مکہ والے حضرت محمد ﷺ کو امین کہہ کر کیوں پکارتے تھے؟

سوال نمبر۶: درج ذیل الفاظ کی ضد لکھیے:

شرف، نشیب، امین، سردار، لازمی

☆☆☆

خلفائے راشدین

اللہ کے آخری نبی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اس امت کے قائداور اسلامی ریاست کے سربراہ بھی تھے۔آپ ﷺ کی وفات کے بعد نبوت کا سلسلہ ختم ہو گیا تو صحابہ کرامؓ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو اپنا قائد منتخب کیا جو خلیفہ رسول کہلائے۔خلیفہ کے معنی ہیں نائب، نمائندہ یا بعد میں آنے والا۔خلیفہ کی جمع خلفاء ہے۔راشد کے معنی ہیں جو بالکل سیدھے راستہ پر ہو۔راشد کی جمع راشدین ہے۔آپ کے بعد باری باری بہت سے خلفاء آئے لیکن ان میں سب سے نیک، افضل اور نبی ﷺ کی پیروی میں سب سے آگے آگے رہنے والے پہلے چار خلفاء ہیں۔ ان کو ہی خلفائے راشدین کہا جاتا ہے یعنی نبی ﷺ کے نیک خلفاء اور حقیقی جانشین۔

پہلے خلیفۂ راشد حضرت ابوبکر صدیقؓ ہیں۔ حضرت ابوبکرؓ مردوں میں سب سے پہلے ایمان لانے والے صحابی ہیں۔ آپ کا شمار السابقون الاولون میں ہوتا ہے۔ آپؓ مکہ کے بڑے تاجر تھے۔ اللہ نے بڑی دولت دے رکھی تھی۔ کئی غلاموں کو آپؓ نے اپنے خرچ سے آزاد کرایا۔ کئی غریبوں کو کھانا خرچہ دیا کرتے تھے۔ کئی صحابہ آپؓ کی کوششوں سے ایمان لائے۔ ہر مشکل وقت میں آپؓ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ دیا۔ واقعۂ معراج کی تصدیق سب سے پہلے آپؓ نے کی تھی، اسی لیے آپؓ کا لقب صدیق ہو گیا۔ ہجرت کے سفر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ متعدد غزوات میں حصہ لیا۔ فتح مکہ کے بعد سن ۹ ر ہجری میں مسلمانوں نے آپؓ کی رہ نمائی میں پہلا حج ادا کیا۔ غزوہ تبوک میں آپؓ نے اپنے گھر کا پورا اثاثہ لا کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کر دیا تھا۔ آپؓ بہت نرم دل، ملنسار اور با اخلاق تھے۔ البتہ دین اور شریعت کے معاملہ میں انتہائی سخت تھے۔ آپؓ کی خلافت کے زمانہ میں بعض لوگوں نے نبی ہونے کا جھوٹا دعویٰ کیا، ایسے جھوٹے لوگوں سے آپؓ نے بڑی جرأت مندی کے ساتھ مقابلہ کیا۔ بعض لوگوں نے زکوۃ دینے سے انکار کر دیا، ان کے خلاف آپؓ نے جنگ لڑی اور فتنوں کا خاتمہ کیا۔ آپؓ کی مدت خلافت ڈھائی سال رہی۔

دوسرے خلیفۂ راشد حضرت عمر فاروقؓ ہیں۔ آپؓ بڑے بہادر اور نڈر تھے۔ آپؓ جب ایمان لائے تو پہلی بار مسلمانوں نے اعلانیہ حرم میں نماز ادا کی اور اللہ کی توحید کا اعلان کیا۔ آپؓ کے اسلام لانے سے مسلمانوں کو بڑی قوت اور ہمت ملی۔ مکہ میں جب کفار نے ظلم

وزیادتی کی حد کردی تو آپؓ نے اعلانیہ مدینہ کی طرف ہجرت کی۔ تمام غزوات میں نبیﷺ کے ساتھ شریک ہوئے۔ غزوہ تبوک میں گھر کا آدھا اثاثہ لاکر دربار نبوی میں پیش کر دیا۔ آپؓ اپنی غیرت اور دینی حمیت میں بے مثال تھے۔ بہت دور اندیش، معاملہ فہم اور مردم شناس تھے۔ نبیﷺ اکثر بڑے معاملات میں حضرت عمرؓ سے مشورہ لیتے تھے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے بعد آپ خلیفہ بنائے گئے اور دس سال تک بڑی شان اور ذمہ داری کے ساتھ خلافت کی۔ اسلام اور مسلمانوں کا نام روشن کیا۔ آپؓ کے زمانہ میں اسلامی سلطنت کا دائرہ کافی وسیع ہوا۔ ہر طرف عدل و انصاف کا بول بالا ہوا۔ بیت المقدس آپؓ کے عہد خلافت میں فتح ہوئی۔ آپؓ فجر کی نماز پڑھا رہے تھے کہ ایک دشمن بھی نمازی کا بھیس بنا کر آیا اور آپؓ پر حملہ کر دیا۔ زخم کی تاب نہ لا سکے اور تیسرے دن شہید ہو گئے۔ آپؓ کی مدت خلافت دس سال رہی۔

تیسرے خلیفۂ راشد حضرت عثمان غنیؓ ہیں۔ آپؓ بھی السابقون الاولون میں سے ہیں۔ دین کی راہ میں بڑی مشقتیں اٹھائی ہیں۔ پہلے ہجرت کر کے حبشہ گئے اور پھر بعد میں مدینہ آ گئے۔ آپؓ بہت متقی، حیادار، ملنسار، مال دار، نرم دل اور سخی تھے۔ اللہ نے تجارت اور کاروبار میں بڑی برکت دے رکھی تھی۔ اسی لیے غنی آپؓ کا لقب ہو گیا۔ آپؓ ہمیشہ دین کی راہ میں اپنا مال لٹاتے رہے اور ہر مشکل وقت میں اپنے مال و دولت سے مسلمانوں کی بڑی مدد کرتے رہے۔ ضرورت مندوں اور بالخصوص عزیز و اقارب کو دل کھول کر نوازتے تھے۔ نبی

اکرم ﷺ کی دو صاحبزادیاں رقیہ اور ام کلثوم یکے بعد دیگرے آپؓ کی نکاح میں آئیں، اسی لیے آپؓ کو ذوالنورین بھی کہا جاتا ہے۔ آپؓ خلیفہ بنائے گئے تو اسلامی ریاست کو کافی ترقی دی اور فتوحات کا دائرہ وسیع کیا۔ قرآن مجید کو سرکاری خرچ پر لکھوایا اور تمام صوبوں کو بھیجا۔ آپؓ کی عہد خلافت میں تین براعظموں پر اسلامی حکومت قائم تھی۔ آخر وقت میں مدینہ میں آپؓ کے کچھ مخالفین اور بلوائیوں نے انتشار برپا کیا۔ آپؓ اپنے گھر میں قرآن مجید کی تلاوت کر رہے تھے کہ اسی حالت میں شر پسندوں نے آپؓ کو شہید کر دیا۔

چوتھے خلیفۂ راشد حضرت علیؓ ہیں۔ جو نبی اکرم ﷺ کے چچا زاد بھائی بھی ہیں۔ آپؓ بچوں میں سب سے پہلے ایمان لائے۔ شروع میں جب نبی ﷺ کا ساتھ دینے والا کوئی نہ تھا، اس وقت آپؓ نے ساتھ دیا۔ مکی زندگی میں مشکلات اور آزمائشوں کا طویل سلسلہ تھا لیکن آپؓ نے ہر وقت نبی ﷺ کا ساتھ دیا۔ ہجرت کی رات آپ ﷺ نے حضرت علیؓ کو اپنے بستر پر سلا دیا تھا اور کہا تھا کہ امانتیں مکہ والوں کے حوالہ کر کے مدینہ آ جانا۔ آپ ﷺ کی سب سے چھوٹی صاحب زادی حضرت فاطمہؓ آپؓ کی نکاح میں تھیں۔ آپؓ بڑے بہادر تھے۔ تمام غزوات میں شریک ہوئے اور بڑی بہادری سے مقابلہ کیا۔ خیبر کا آخری قلعہ آپؓ کی سپہ سالاری میں فتح کیا گیا۔ آپؓ خلیفہ بنائے گئے تو امت میں اختلافات رونما ہو چکے تھے۔ فتنہ پرور لوگوں کی طرف سے مسلمانوں کو باہم لڑانے کی کئی بار کوششیں کی گئیں، لیکن آپؓ نے بڑی حکمت اور دانائی کے ساتھ حالات پر قابو پایا۔ آپؓ کے عہد خلافت میں عدل و انصاف

برقرار رہا اور اسلامی سلطنت کو بڑے خطرات سے بچایا گیا۔ آپؓ چار سال تک خلیفہ رہے۔ آخر وقت میں آپؓ نے دارالخلافہ کوفہ منتقل کر دیا تھا۔ ایک دن فجر کی نماز پڑھا رہے تھے کہ آپؓ پر جان لیوا حملہ ہوا۔ زخم اس قدر کاری اور تیز تھا کہ آپؓ اس کی تاب نہ لا سکے اور شہید ہو گئے۔

سلام ہو خلفائے راشدین پر کہ ان کا زمانہ سب سے اچھا زمانہ تھا اور ان کی خلافت سب سے اچھی خلافت تھی۔ اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی ہوئے۔

☆☆☆

مشق و تمرین:

ا۔ درج ذیل الفاظ کے معانی یاد کر کے زبانی سنائیے:

الفاظ		معانی
خلیفہ	:	نائب، نمائندہ یا بعد میں آنے والا۔ خلیفہ کی جمع خلفاء
راشد	:	سیدھا، نیک راستہ پر چلنے والا اس کی جمع ہے راشدین
صحابی	:	وہ مسلمان مرد جس نے ایمان کی حالت میں اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہو۔ جمع صحابہ

صدیق: ہمیشہ سچ بولنے والا اور سچی گواہی دینے والا، حضرت ابوبکر کا لقب تھا۔

السابقون الاولون: بالکل شروع میں ایمان لانے والے صحابہ کرام

دارالخلافۃ : راجدھانی، حکومت کی مرکزی جگہ جہاں حکومت کا اعلیٰ سربراہ بیٹھ کر حکومت کرتا ہے۔

غزوات : اسلام اور کفر کی جنگیں اور لڑائیاں جن میں اللہ کے نبی نے خود شرکت کی ہے۔ واحد غزوہ

سوال نمبر۲: خلفائے راشدین کتنے ہیں اور کون کون؟

سوال نمبر۳: کس خلیفہ کو ذوالنورین کہا جاتا ہے؟ اور کیوں کہا جاتا ہے؟

سوال نمبر۴: سب سے پہلے خلیفہ راشد کون ہیں؟

سوال نمبر۵: درج ذیل الفاظ کو جملوں میں استعمال کریں۔

خلیفہ، صحابی، ہجرت، مدینہ منورہ، وفات، تلاوت، فتح مکہ، دینی حمیت، فتنہ پرور، زخم، دارالخلافہ

سوال نمبر۶: جوڑے ملائیے:

ا۔ مردوں میں سب سے پہلے ایمان لانے والے	حضرت عمر فاروقؓ
۲۔ نبوت کے جھوٹے دعوے داروں سے مقابلہ کرنے والے	حضرت علیؓ
۳۔ دوسرے خلیفہ راشد	حضرت ابوبکرؓ
۴۔ صدیق کہلائے جانے والے	حضرت علیؓ
۵۔ پہلی بار اعلانیہ حرم میں نماز ادا کرنے والے	حضرت عثمان غنیؓ
۶۔ تیسرے خلیفہ راشد	حضرت عمر فاروقؓ
۷۔ غزوہ تبوک میں گھر کا آدھا اثاثہ دینے والے	حضرت عثمان غنیؓ

۸۔آپ کو ذوالنورین بھی کہا جاتا تھا۔	حضرت عمر فاروقؓ
۹۔تین براعظموں پر اسلام کی حکومت قائم کی۔	حضرت ابوبکرؓ
۱۰۔نبی اکرم ﷺ کے چچازاد بھائی ہیں۔	حضرت عثمان غنیؓ
۱۱۔ہجرت کی رات اپنے بستر پر سلا دیا تھا۔	حضرت علیؓ
۱۲۔خیبر کا آخری قلعہ آپ کی سپہ سالاری میں فتح کیا گیا۔	حضرت ابوبکرؓ

....

مولانا ابوالکلام آزادؒ

مولانا ابوالکلام آزاد اردو زبان و ادب کے انتہائی مشہور ادیب گزرے ہیں۔آپ کا پورا نام ابوالکلام محی الدین احمد آزاد ہے۔والد بزرگوار کا نام محمد خیر الدین ہے، جو اپنے بیٹے کو تاریخی نام فیروز بخت کہہ کر پکارتے تھے۔بعد میں وہ موالانا آزاد کے نام سے مشہور ہوئے۔ ان کا سلسلہ نسب مشہور عالم دین جمال الدین افغانی سے ملتا ہے جو مغلیہ دور حکومت میں ہندوستان آئے تھے۔ان کا خاندان بہت معزز، دینی اور علمی تھا۔

مولانا آزاد ۱۱رنومبر ۱۸۸۸ء کو مکہ معظّمہ میں پیدا ہوئے۔اس وقت ان کے والدین سعودی عرب میں مقیم تھے۔اس طرح مولانا کا بچپن مکہ معظّمہ میں گزرا۔ابتدائی تعلیم والد سے حاصل کی۔پھر جامعہ ازہر مصر گئے۔وہ بہت زیادہ ذہین اور محنتی تھے۔صرف چودہ سال

کی عمر میں دینی علوم کا تمام نصاب مکمل کرلیا تھا۔ وطن لوٹے اور کلکتہ میں رہنے لگے۔ پندرہ سال کی عمر میں ماہنامہ جریدہ لسان الصدق جاری کیا۔ پھر ۱۹۱۴ء میں الہلال کے نام سے اردو مجلّہ نکالا۔ یہ اپنی طرز کا پہلا ادبی مجلّہ تھا جو سیاسی افکار و خیالات اور مذہبی ہدایت کا سرچشمہ اور بلند و سنجیدہ اور بامقصد ادب کا بہترین نمونہ تھا۔

.\Users\user\OneDrive\Desktop\Ser Ahmad\Urdu\Gubare Khatir.jpg not found.

مولانا آزاد عمدہ انشا پرداز، بڑے نثر نگار، جادو بیان مقرر، بے مثال صحافی، نامور عالم دین اور بہترین مفسر قرآن تھے۔ آپ کی تقریریں لوگ بہت پسند کرتے تھے۔ وہ بڑے زبردست خطیب تھے۔ ان کی آواز میں گرج، زبان میں جادو اور باتوں میں للکار تھی۔ جب وہ تقریر کرتے تھے تو علم و حکمت کے موتی بکھیرتے تھے۔ سلسلہ وار بولتے چلے جاتے تھے، ایسا لگتا

تھا کہ آسمان سے بارش ہو رہی ہے۔ اسی لیے آپ کا نام ہی ابوالکلام آزاد ہو گیا تھا۔ آپ کی تقریروں کا کئی مجموعہ چھپ چکا ہے۔ مولانا آزاد کی تقریروں سے اردو ادب کو نیا رخ ملا۔ اردو زبان کو کافی ترقی اور خود اعتمادی ملی اور اس زبان کے مداحوں میں زبردست اضافہ ہوا۔

مولانا آزاد ہمیشہ شیروانی اور ٹوپی لگاتے تھے اور عوامی مجلسوں میں خوش لباس کے ساتھ تشریف لاتے تھے۔ ان کی سوچ انتہائی بلند تھی اور وہ ہمیشہ مسلمانوں کے مستقبل پر نظر رکھتے تھے۔ ملک کے بڑے علماء اور عظیم لیڈروں میں مولانا کا شمار ہوتا تھا۔ مولانا آزاد نے سیاست میں جم کر حصہ لیا۔ وہ انڈین نیشنل کانگریس پارٹی میں تھے اور کئی بار اس کے آل انڈیا صدر بھی بنائے گئے۔ آپ کی صدارتی تقریر بہت مشہور ہوئی۔

وہ آزاد بھارت کے پہلے وزیرِ تعلیم اور قومی رہنما تھے۔ ان کی یوم پیدائش یعنی ۱۱ر نومبر کو ہر سال ہندوستان میں قومی یومِ تعلیم منایا جاتا ہے۔ ان کے نام سے ملک بھارت میں کئی تعلیمی اور سرکاری ادارے بھی منسوب کیے گئے ہیں۔ جیسے:

۱۔ مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی، حیدرآباد

۲۔ مولانا آزاد نیشنل انسٹی ٹیوٹ آف ٹیکنالوجی، بھوپال

۳۔ مولانا آزاد میڈیکل کالج، نئی دہلی

۴۔ مولانا آزاد انسٹی ٹیوٹ آف ڈینٹل سائنسز، نئی دہلی

۵۔ مولانا ابوالکلام آزاد اسلامک اویکنگ سینٹر، نئی دہلی۔

مولانا آزاد اپنے زمانے کے بہترین اردو مصنفین میں اول نمبر پر سمجھے جاتے ہیں۔ مولانا آزاد نے کئی کتابیں لکھیں جن میں تذکرہ، غبارِ خاطر، انڈیا ونس فریڈم اور ترجمان القرآن سرِفہرست ہیں۔ آپ کی کتابیں معلومات کا ذخیرہ ہیں اور ساتھ ہی اردو ادب کا اعلیٰ نمونہ بھی۔

''غبارِ خاطر'' مولانا آزاد کی سب سے مشہور کتاب ہے جو اردو ادب کا شاہکار ہے۔ یہ کتاب ان کے خطوط کا مجموعہ ہے۔ جو مولانا حبیب الرحمٰن خاں شیروانی علی گڑھ کے نام لکھے گئے ہیں۔ قلعہ احمد نگر کی جیل میں تھے۔ سخت نگرانی تھی، نہ کسی سے ملاقات کی اجازت تھی اور نہ کسی سے خط و کتابت کرنے کی اجازت تھی۔ مولانا نے دل کا غبار نکالنے کا ایک راستہ ڈھونڈ نکالا اور خطوط لکھ کر اپنے پاس محفوظ کرنا شروع کر دیے۔ اسی مناسبت سے ان خطوط کو غبارِ خاطر کا نام دیا ہے۔

مولانا آزاد نے جولائی ۱۹۱۲ء میں کلکتہ سے اردو کا ہفت روزہ اخبار الہلال جاری کیا۔ جو پچیس ہزار کی تعداد میں چھپتا تھا۔ اردو زبان کا یہ پہلا اخبار تھا جو ہفت روزہ تھا اور تصویروں کے ساتھ چھپتا تھا۔ جس میں تازہ ترین صورت حال پر مضامین چھپتے تھے۔ اس اخبار نے اپنی خوب صورت ڈیزائن و ترتیب، عمدہ مقالوں اور تصاویر کے لحاظ سے اردو صحافت میں زبردست انقلاب برپا کر دیا اور اردو ادب کو کافی زیادہ ترقی دی۔ لوگ بہت شوق سے اس اخبار کو خریدتے اور پڑھتے تھے۔

۲۲/فروری، ۱۹۵۸ءکو۶۹/سال کی عمر میں مولانا آزاد کی وفات ہوئی۔ ان کی قبر جامع مسجد دہلی کے باہری پارک میں ہے۔

☆☆☆

سوالات:

سوال نمبر۱: مولانا آزاد کا پورا نام بتائیں؟

سوال نمبر۲: مولانا آزاد کب اور کہاں پیدا ہوئے؟

سوال نمبر۳: مولانا آزاد کی سب سے مشہور کتاب کا نام کیا ہے؟ اور اس کتاب کو مولانا نے کہاں بیٹھ کر لکھا تھا؟

سوال نمبر۴: مولانا آزاد کی تقریر کیسی ہوتی تھی؟

سوال نمبر۵: اردو کا سب سے پہلا ہفت روزہ اخبار کا نام کیا ہے؟

سوال نمبر ٦: درج ذیل الفاظ کے معانی بتائیے:

فیروز بخت، مقیم، سلسلہ نسب، مغلیہ دور، ماہنامہ، مجلّہ، جریدہ،

سرچشمہ، انشاپرداز، نثر نگار، صحافی، خوش لباس، منسوب، مصنفین،

غبار خاطر، ابوالکلام

سوال نمبر ۷: خالی جگہوں کو پر کیجیے:

ا۔ مولانا آزاد ....، بڑے...........، جادو بیان مقرر، بے مثال......، نام ور عالم دین اور بہترین مفسر........... تھے۔

۲۔ آپ کی تقریریں لوگ بہت پسند کرتے تھے۔ وہ بڑے اور زبردست........... تھے۔

۳۔ ان کی آواز میں.............................. اور باتوں میں للکار تھی۔

۴۔ جب وہ تقریر کرتے تھے تو.. تھے۔

۵۔ سلسلہ وار بولتے چلے جاتے تھے، ایسا لگتا تھا کہ.................................. ہے۔ اسی لیے آپ کا نام ہی..................... آزاد ہو گیا تھا۔

٦۔ مولانا آزاد کی تقریروں سے................................. ملا۔ اردو زبان کو کافی ترقی اور خود اعتمادی ملی اور اس زبان کے................. میں زبردست اضافہ ہوا۔

☆☆☆

شیخ عبداللہ مدنی جھنڈانگری ؒ

عبداللہ مدنی جھنڈانگری، ہمارے ملک کے ایک مشہور عالم دین گزرے ہیں۔ جھنڈانگر کپلوستو کے ایک دینی گھرانے میں ۱۹۵۵ء میں آپ کی پیدائش ہوئی۔ آپ کے والد محترم کا نام منشی عبدالتوابؒ تھا۔ ابتدائی تعلیم جامعہ سراج العلوم السّلفیہ جھنڈانگر میں ہوئی۔ کچھ دنوں تک المعہد الاسلامی اکرہرا میں پڑھا۔ جامعہ سلفیہ بنارس سے فضیلت کی تعلیم حاصل کی۔ ندوۃ العلماء لکھنو سے عربی ادب میں تخصص کیا۔ مزید اعلیٰ دینی تعلیم کے لیے جامعہ اسلامیہ، مدینہ منورہ گئے۔

تعلیم مکمل کر کے ۱۹۸۱ء میں وطن لوٹے تو پہلے ملک کی راجدھانی کاٹھمنڈو میں قیام کیا۔ درس قرآن مجید اور درس حدیث کے ذریعہ دعوت واصلاح کا کام شروع کیا۔ جامعہ سلفیہ جنک پور میں تین سال اور مرکز امام احمد بن حنبل تولہوا میں بھی تین سال تدریسی خدمات انجام دی۔ آپ ایک بہترین استاد، داعی اور خطیب تھے۔

۱۹۸۸ء میں آپ نے بعض علم دوست احباب کے تعاون سے ایک معروف نسواں اقامتی ادارہ کی بنیاد بھی رکھی۔ جو آج بھی کلیہ خدیجۃ الکبریٰؓ جھنڈا نگر کے نام سے فضیلت تک کی تعلیم کا مرکز مانا جاتا ہے اور ملک کے معروف اور قدیم نسواں اداروں میں شمار ہوتا ہے۔

پوری زندگی تعلیم و تربیت، صحافت اور دعوت میں لگے رہے۔ بکرم سمبت ۲۰۵۹ سال میں نیشنل مسلم فورم کے نام سے نیپالی مسلمانوں کا متحدہ پلیٹ فارم وجود میں آیا تو آپ نائب صدر بنائے گئے۔ پورے ملک کا دورہ کیا اور مسلمانوں کے دینی و سیاسی شعور کو جگانے کی کوشش کی۔ ۶۳ ؍سال کی عمر میں ۲۲ ؍دسمبر ۲۰۱۵ء کو وفات پا گئے۔

اردو ادب سے خاص لگاؤ تھا۔ آپ نے اردو زبان کو ترقی دی۔ مئی ۱۹۸۸ء میں ایک اردو ماہنامہ جاری کیا۔ جس کا نام ''نور توحید'' رکھا۔ یہ ہمارے ملک کا پہلا اردو ماہنامہ ہے جو آج

بھی چھپتا ہے اور شوق سے پڑھا جاتا ہے۔ نیپال کی اردو صحافت کی تاریخ میں اس کی خدمات

کو بھلایا نہیں جا سکتا ہے۔ آپ جو بھی لکھتے تھے، بہت صاف، سلیس، رواں اور بامعنی لکھتے تھے۔

مولانا عبداللہ مدنی ایک بے باک اور نڈر صحافی تھے۔ ان کی اردو تحریروں میں ادب کی چاشنی، کتاب وسنت کی ترجمانی، سلاست اور روانی تھی۔ آپ تعمیری ادب کے حامی تھے۔ شعور و آگہی کے نام سے لکھا اور خوب لکھا۔ آپ مختصر اور بہت جامع لکھتے تھے۔ اردو ادب کے ذریعہ آپ نے قوم وملت کو جگایا، تعلیم کے لیے بیدار کیا، مدارس دینیہ کی رہ نمائی کی اور سماجی برائیوں کے خاتمہ کے لیے آواز اٹھائی۔ بے پردگی، جہالت، اختلاف وانتشار، شراب اور نشہ آور چیزوں سے روکا۔ اردو صحافت کو بامقصد بنانے کے لیے آپ نے ایک اہم کانفرنس کا انعقاد کیا۔

عبداللہ مدنی صرف نثر نگار ہی نہ تھے بلکہ آپ ایک قادر الکلام اردو شاعر بھی تھے۔ حامؔد سراجی آپ کا تخلص تھا۔ آپ نے اپنے شعری مجموعہ کا نام ''زادِ رہِ مؤمن'' رکھا ہے۔ اس مجموعہ کی اکثر نظمیں آسان اور چھوٹی بحر میں ہیں۔ ان کا اسلوب سادہ، عام فہم اور معانی سے بھرپور ہے۔

سوئے حرم کے نام سے ایک سفرنامہ بھی لکھا۔ جس میں اپنے سفر حج کی کہانی لکھی ہے۔ جو اردو ادب کا بہترین نمونہ ہے۔

☆☆☆

سوالات:

سوال نمبر۱: درج ذیل الفاظ کے معانی لکھیے:

شیخ، عالم دین، تخصص، حرم، راجدھانی، داعی، خطیب، اقامتی ادارہ، نسواں، تخلص، صحافت، متحدہ، سلیس، تدریسی خدمات، چاشنی، نشہ آور، مجموعہ

سوال نمبر۲: شیخ عبداللہ مدنی کہاں پیدا ہوئے؟

سوال نمبر۳: نیپال کا پہلا اردو ماہنامہ کا نام کیا ہے اور کب سے چھپتا ہے؟

سوال نمبر۴: شیخ عبداللہ مدنی کی اردو کتابوں کے نام بتائیے:

سوال نمبر۵: درج ذیل الفاظ کو جملوں میں استعمال کیجیے:

خطیب، صحافت، ماہنامہ، مرکز، اقامتی ادارہ، سفر حج، اختلاف وانتشار، نائب، بے پردگی، بیدار، بامقصد

سوال نمبر۶: درج ذیل الفاظ میں مذکر اور مونث کی پہچان کیجیے:

تعلیم، دینی گھرانہ، تخصص، داعی، راجدھانی، مجموعہ، قادر الکلام، شعور، صحافت، تخلص

☆☆☆

سبق نمبر:۲۱

والد صاحب کے نام خط

مکرمی جناب ابو جان   السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید ہے کہ آپ کی طبیعت ٹھیک ہوگی۔ دادا، دادی اور امی جان بھی بخیر ہوں گی اور میرے چھوٹے ننھے ننھے بھائی بہن خوش ہوں گے۔

ابو جان! جب سے میں اس مدرسہ اسلامیہ میں داخل ہوا ہوں، خوب محنت سے پڑھ رہا ہوں۔ پہلے جب نیا تھا تو دل نہیں لگتا تھا لیکن اب تو سارے ساتھی مل جل کر رہتے ہیں۔ میری پڑھائی اور محنت دیکھ کر سارے اساتذہ مجھ سے بہت خوش ہوتے ہیں۔ اب میرا سالانہ امتحان قریب ہے۔ میں گھر نہیں آسکوں گا کیوں کہ مجھے امتحان کی تیاری میں زیادہ وقت دینا ہے۔ ششماہی امتحان میں اپنے درجہ میں دوم نمبر لایا تھا۔ اب کی بار پکا ارادہ ہے کہ پورے مدرسہ میں ان شاءاللہ اول نمبر لاؤں گا۔ آپ اور امی جان دونوں میری کامیابی اور صحت کے لیے دعا فرمائیں۔

ابو جان! آج ہی کلاس ٹیچر نے ڈیمانڈ بل سب طلبہ کو دیا ہے۔ چیت ایک گتے سے ہمارا سالانہ امتحان شروع ہو جائے گا۔ اس لیے آپ میری فیس بھجوا دیں تاکہ میں وقت پر ادا کر کے اطمینان سے امتحان میں شریک ہوسکوں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ دادا جان، دادی جان، ابو جان، امی جان اور گھر کے سب لوگوں کو صحت و عافیت کے ساتھ خوش رکھے۔

والسلام

آپ کا فرزند

محمد ساجد

مورخہ بکرم سمبت ۲۰۷۸ سال پھاگن ۵ گتے

سبق نمبر۔۲۲

صدر مدرس کے نام درخواست

محترمی ومکرمی جناب صدر مدرس صاحب

مدرسہ.....................................

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید ہے کہ آپ بخیر ہوں گے۔

جناب عالی! میں درجہ طفلاں سے اس مدرسہ میں تعلیم حاصل کرر ہا ہوں اور ابھی درجہ ششم میں پڑھ رہا ہوں۔شروع میں داخلہ کے وقت میں جنم درتا (تصدیق نامہ تاریخ پیدائش) نہیں جمع کر سکا تھا۔اس لیے ریکارڈ فائل میں میرا نام اور تاریخ پیدائش اندازہ سے دفتر انچارج صاحب نے لکھ دیا تھا جو کہ جنم درتا کے مطابق نہیں ہے۔اس درخواست کے ساتھ میں جنم درتا کی فوٹو کاپی بھی جمع کرر ہا ہوں۔

آپ سے درخواست ہے کہ داخلہ رجسٹر، ریکارڈ فائل اور مدرسہ کے جملہ کاغذات میں میرا نام اور تاریخ پیدائش ٹھیک لکھنے کی اجازت فرمادیں۔آپ کی بڑی مہربانی ہوگی۔

والسلام

آپ کا شاگرد

عبدالعزیز

متعلم درجہ ششم، مدرسہ...

مورخہ بکرم سمبت ۲۰۷۸ سال پوس ۱۰ گتے

سوالات:

سوال نمبرا: اپنے والد صاحب کے نام ایک خط لکھیے جس میں اس بات کی جانکاری دیجیے کہ اب میری طبیعت مکمل ٹھیک ہوگئی ہے۔

سوال نمبر۲: مدرسہ کی لائبریری میں مزید کتابوں کی فراہمی کے لیے اپنے صدر مدرس صاحب کے نام ایک درخواست لکھیے:

سوال نمبر۴: درخواست لکھتے وقت کن باتوں کا خیال رکھنا چاہیے:

☆☆☆

سبق نمبر۔۲۳

not found.

عبداللہ اور عبیداللہ

عبیداللہ: بھائی جان! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عبداللہ: وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عبیداللہ: بھائی جان! کل ہمارے استاذ محترم نے اسم، واحد اور جمع کی تعریف بتائی تھی، لیکن میں یاد نہیں کرسکا۔ کیا آپ مجھے ایک بار سمجھا سکتے ہیں؟

عبداللہ: جی ہاں۔ میں تو تمہیں برابر ہوم ورک کراتا ہوں۔ ریڈنگ روم کی لائٹ آن

کرواور کاپی کتاب لے کرآو۔آج میں تمھیں اسم، واحد اور جمع کے قواعد بتا تا ہوں۔عبیداللہ اپنی کاپی میں نوٹ کرلو۔

اسم کی تعریف: کسی چیز،شخص،جگہ،سامان کے نام کو اسم کہتے ہیں۔

ایک بات یادرکھو کہ اسم کے تین اعتبارات ہیں اور ہر اعتبار سے اسم کی قسمیں الگ الگ ہیں۔

۱۔اسم جنس کے اعتبار سے

۲۔اسم معنی کے اعتبار سے

۳۔اسم تعداد کے اعتبار سے

عبیداللہ: بھائی جان! جنس کیا ہے اور اس اعتبار سے اسم کی کتنی قسمیں ہیں؟

عبداللہ: جنس کے اعتبار سے اسم کی دو قسمیں ہیں۔مذکر اور مونث

مذکر: وہ لفظ ہے جو نر کے لیے استعمال کیا جائے۔جیسے مرد، گھوڑا، بیل،لڑکا، بکرا، پہاڑ، آسمان۔

مؤنث: وہ لفظ ہے جو مادہ کے لیے استعمال کیا جائے۔جیسے عورت،گھوڑی، گائے،بکری، لڑکی،مچھلی،زمین۔

عبیداللہ: بھائی جان! یہ بھی بتایئے کہ معنی کے اعتبار سے اسم کی کتنی قسمیں ہیں۔

عبداللہ: معنی کے اعتبار سے اسم کی پانچ قسمیں ہیں۔اسم معرفہ،اسم نکرہ،اسم جمع،اسم

مادہ، اسم کیفیت۔

سب کی تعریف اور مثالیں بھی لکھ لو!

اسم معرفہ: وہ اسم ہے جو کسی خاص شخص یا خاص جگہ یا خاص چیز پر دلالت کرے یعنی اس کا پتا بتائے۔ جیسے احمد، براٹ نگر، بٹول، سفید کرتا، نیپالی ٹوپی، فیوا جھیل وغیرہ۔

اسم نکرہ: وہ اسم ہے جو عام شخص یا عام جگہ یا عام چیز پر دلالت کرے جیسے انسان، شہر، کتاب، جانور، سڑک۔ وغیرہ

اسم جمع: وہ اسم ہے جو چند چیزوں کے مجموعہ پر دلالت کرے۔ جیسے گروہ، گلہ، جماعت، طلبہ، اساتذہ وغیرہ

اسم مادہ: وہ اسم ہے جو مادی چیزوں پر دلالت کرے۔ جیسے ہوا، پانی، آگ، مٹی، سونا، چاندی، تانبا، پیتل وغیرہ۔

اسم کیفیت: وہ اسم ہے جو کسی اسم کی صفت یا حالت یا عادت پر دلالت کرے۔ جیسے تندرستی، بیماری، نیکی، بدی، چوری، بے شرمی، وغیرہ

عبیداللہ: بھائی جان! تعداد کے اعتبار سے اسم کی کتنی قسمیں ہیں؟

عبداللہ: تعداد کے اعتبار سے اسم کی دو قسمیں ہیں۔ واحد اور جمع

واحد: وہ اسم ہے جس سے ایک چیز ہی سمجھی جائے۔ جیسے لڑکا، لڑکی، بکرا، بکری، بستہ، کتاب وغیرہ۔

جمع: وہ اسم ہے جس سے ایک سے زیادہ چیزیں سمجھی جائیں۔ جیسے لڑکے، لڑکوں، بکریاں، طلبہ، کتابیں وغیرہ۔

عبیداللہ: بھائی جان! جمع تو واحد سے بنتا ہوگا۔ یہ کیسے بنایا جاتا ہے؟

عبداللہ: ہاں! سنو جمع بنانے کے قواعد بھی لکھ لو۔ اس کی ہمیشہ ضرورت پڑتی ہے۔ جمع بنانے کے تین قاعدے بہت مشہور ہیں۔

ا۔ اگر لفظ واحد کے آخر میں الف یا ہ ہو تو اسے یائے مجہول یا واو مجہول اور نون غنہ سے بدل دیتے ہیں۔ جیسے لڑکا سے لڑکے یا لڑکوں، جملہ سے جملے یا جملوں، بچہ سے بچے یا بچوں وغیرہ

۲۔ اگر لفظ واحد کے آخر میں ی ہو تو اس کے بعد الف اور نون غنہ یا واو مجہول اور نون غنہ بڑھا دیتے ہیں۔ جیسے لڑکی سے لڑکیاں یا لڑکیوں، بکری سے بکریاں یا بکریوں، مچھلی سے مچھلیاں یا مچھلیوں وغیرہ۔

۳۔ اگر لفظ واحد کے آخر میں الف یا ہ یا ی نہ ہو تو آخر میں یائے مجہول اور نون غنہ یا واو مجہول اور نون غنہ بڑھا دیتے ہیں۔ جیسے کتاب سے کتابیں یا کتابوں، نماز سے نمازیں یا نمازوں، مسجد سے مسجدیں یا مسجدوں وغیرہ

جمع کی دو قسمیں ہیں۔ جمع مکسر اور جمع سالم

جمع مکسر: وہ جمع ہے جس کے لفظ واحد سے کچھ حروف نکال دیے گئے ہوں اور کچھ

بڑھا دیے گئے ہوں۔ جیسے یتیم سے یتامیٰ یا ایتام، غریب سے غرباء، نبی سے انبیاء، ولی سے اولیاء، مدرسہ سے مدارس وغیرہ

جمع سالم: وہ جمع ہے جس میں لفظ واحد کے حروف بحال رکھتے ہوئے آخر میں واؤ اور نون غنہ بڑھا دیے گئے ہوں۔ جیسے مسلم سے مسلموں، عورت سے عورتوں، مرد سے مردوں۔

☆☆☆

سبق نمبر۔۲۴

rs\user\OneDrive\Deskto
Ahmad\Urdu\Flag.jpg not
found.

نیپال کا ترانہ

انصر نیپالؔی، روپندیہی

سارے جہاں سے پیارا ، نیپال ہے ہمارا
بن کر چمک رہا ہے ، آنکھوں میں سب کے تارا

یہ اونچے اونچے پربت ، یہ مسکراتے پودے
قدرت نے اس کو بخشا، کتنا حسیں نظارا

لوری سنا رہی ہیں ، تالاب اور ندیاں
چشمے ہیں گنگناتے ، موجوں کا ہے کنارا

جنگل ہرے بھرے ہیں، شاداب کھیتیاں ہیں
سر سبز وادیوں کو ، پھولوں نے ہے نکھارا

اے دامنِ ''ہمالہ!'' تو ہے نشانِ عظمت!
چھو کر ترے لبوں کو ، افلاک نے سنوارا

ہمال ہو پہاڑی یا ہو ترائی خطہ
میچی سے مہاکالی نیپال ہے ہمارا

شمس و قمر کا پرچم ، ہاتھوں میں ہے ہمارے ۔۔۔ خاکِ وطن کا ذرہ ، ہے نور کا منارا
مذہب سے ہے عقیدت، تہذیب سے ہے الفت ۔۔۔ انسانیت کا رشتہ ، مضبوط ہے ہمارا
کوئی ہماری جانب ، نظریں اٹھا کے دیکھے ۔۔۔ جب تک ہے جان باقی ، ہرگز نہیں گوارا
انؔصر کی یہ دعا ہے ، اللہ بحرِ غم میں ۔۔۔ جب ڈگمگائے کشتی ، دینا اُسے سہارا

....

سوالات:

سوال نمبر۱: نیپال کی کن خوبیوں کی وجہ سے شاعر نے کہا ہے کہ ہمارا ملک نیپال سب سے پیارا ہے؟

سوال نمبر۲: میچی اور مہا کالی کیا ہے؟

سوال نمبر۳: ترانہ کسے کہتے ہیں؟

سوال نمبر۴: نیپال کا ترانہ کس نے لکھا ہے؟

☆☆☆

سبق نمبر۔۲۵

دینی مدارس

حامدسراجی، جھنڈانگری

یہ مدرسے ہیں ، جو الفت کا درس دیتے ہیں
یہی تو ہیں ، جو صدائے بہ ترس دیتے ہیں

یہ ظلمتوں میں رہِ آگہی دکھاتے ہیں
یہی تو امن و اماں کے دیے جلاتے ہیں

شعور ِدین و شریعت انہیں سے باقی ہے
وقار و عظمتِ ملت اِنہیں سے باقی ہے

یہیں سے پاتے ہیں اَطفال سادگی کا سبق
ضیائے دیں سے ہے روشن ہر ایک دل کا ورق

یہ بوجھ بھی تو نہیں ہیں کسی حکومت پر
یہ شور بھی نہیں کرتے کسی ضرورت پر

یہ جانتے بھی نہیں ہیں مظاہرے، ہڑتال
یہیں پہ ہوتی رہی ہے مگر سدا پڑتال

یہ طالبان مدارس ہیں با شعور بہت
فساد و فتنہ و دہشت گری سے دور بہت

خلوص دل سے یہ مناد ہیں مُروّت کے
پیامبر ہیں یہ انصاف کے دیانت کے

یہی ہدایتِ انساں کے رازدان بھی ہیں
کتاب و سنت نبوی کے پاسبان بھی ہیں

یہ جانتے ہیں کہ جان و بدن تو کچھ بھی نہیں
وطن کی راہ میں دار و رَسن تو کچھ بھی نہیں

یہی تو ملک میں انسانیت کے پیکر ہیں
یہی تو حسرت و آزاد ہیں یہ جوہر ہیں

وطن کے راز جو بیچے وہ کوئی اور ہی ہے
جسے نہ فکر وطن ہے وہ کوئی اور ہی ہے

....

سوالات:

سوال نمبر۱: درج ذیل الفاظ کے معانی لکھیے :

صدا، ترس، ظلمت، آ گہی، وقار، اطفال، پڑتال، مناد، مروّت، پیامبر، رازدان، پاسپان، دارورسن، پیکر، ضیاء

سوال نمبر۲: مدارس کس بات کا درس دیتے ہیں؟

سوال نمبر۳: مدارس کس بات کے پیامبر ہیں؟

سوال نمبر۴: شاعر نے آخری تین اشعار میں وطن سے محبت کا اظہار کس طرح کیا ہے؟

سوال نمبر۵: حامدؔ سراجی کا نام کیا ہے؟

سوال نمبر۶: درج ذیل الفاظ کو اپنے جملوں میں استعمال کیجیے:

خلوص، پاسپاں، ہڑتال، پیکر، فتنہ، الفت، آ گہی

☆☆☆